رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۵۷

قیمت سالانہ ؎

قیمت فی پرچہ ۳ ؎

یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَکُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا

البرہان

یعنی

اسلامی - علمی - اخلاقی - تمدنی - تاریخی مضامین کا ماہوار رسالہ

بہ سرپرستی

سرکار علامہ الشیخ عبد العلی ہروی الطہرانی مدظلہ العالی

مرتبہ

سید محمد سبطین سرسوی

فہرست مضامین

نمبر	مضمون	نام مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱	خون جگر	منیجر	
۲	شان امام مبین کا بقیہ	جناب مولوی نبی بخش صاحب	۷
۳	چودھویں صدی کا انسان	جناب سید ذاکر حسین صاحب	۱۹
۴	خلافت الٰہیہ	منیجر	۲۷
۵	قانون فطرت وامام غائبؑ ...	ایڈیٹر	۲۵تا۵۷

بابت ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۳ ہجری المقدس مطابق ماہ ستمبر ۱۹۱۵ء

باہتمام منیجر رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں چھپکر بازار حکیماں لاہور سے شائع ہوا

مفرّحات دل و دماغ

حکماء یونان کے نزدیک دوا کی تاثیر میں اس کے رنگ و بو اور ذائقہ کے مطبوع اور مجرب ہونیکو بڑا دخل ہے خوشرنگ دواؤں کیطرف نظر کرنا اور خوشبودار دواؤں کا سونگھنا اسی طرح خوش ذائقہ دواؤں کا استعمال بعض امراض کا بہترین علاج قرار دیا گیا ہے اور یہی باعث ہے کہ جس قدر ذخیرہ مفرحات طب یونانی میں موجود ہے اور مابہ العمل ہے اتنا کسی طب میں نہیں ہے۔ دُنیا میں ہزاروں آدمی اس سے فائدہ اٹھا چکے اور اٹھا رہے ہیں اس گرم ملک میں (اور خاصکر جبکہ موسم بھی گرم ہو) جہاں شدت عطش و اختلاج قلب تفرق اور اکثر قوے کو ہیجان رہتا ہے یعنی مفرحات۔ مقویات۔ مسکنات کی سفر و حضر میں ضرورت رہتی ہے جو اپنی بوئے خوش سے مشام کو تازگی اپنے دلفریب رنگ سے آنکھوں کو خنکی اور راحت اور اپنے لطیف ذائقہ سے زبانکو لذت معدے کو سیری و سیرابی۔ دل و دماغ کو قوت و سکون بخشتے ہیں۔ اگرچہ حکمائے یورپ کو ایک زمانہ دراز تک اس اصول سے اختلاف رہا اور اس طریقہ سے بے پرواہ رہے لیکن اب زمانہ آگیا ہے کہ وہ ہمارے ہم زبان ہیں اور ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے یہاں کے مفرحات اپنے اثر میں عدیم النظیر ہیں **کارخانہ معدن الادویہ** میں شربت جو تازے اور موسمی پھلوں پھولوں سے تیار کئے گئے ہیں نہایت عمدہ اور نفیس و سریع الاثر ہیں جسے معزز ڈاکٹران اور اطباء نے بہت پسند فرمایا ہے ÷

جن کی فہرست حسب ذیل ہے

شربت بہار مرکب فی بوتل عہ۔ شربت گڑھل بترکیب جدید فی بوتل عہ۔ شربت بید مشک فی بوتل عہ۔ شربت نارنج فی بوتل عہ۔ شربت لیموں فی بوتل عہ۔ شربت کیسرو فی کیسرو فی بوتل عہ۔ شربت کیوڑہ فی بوتل عہ۔ شربت بادام فی بوتل عمہ۔ شربت انار ولایتی فی بوتل عمہ۔ شربت انار دیسی فی بوتل عہ۔ شربت فالسہ فی بوتل عہ۔ شربت مفرح فی بوتل عہ۔ شربت فواکہ فی بوتل عہ۔ شربت اسٹار فی بوتل عہ۔ شربت رنگترہ فی بوتل عہ۔ شربت لوکاٹ فی بوتل عہ۔ شربت سیب فی بوتل عہ۔ شربت انگور فی بوتل عہ ÷

شربت افطار صوم فی بوتل ۔ عہ

نوٹ۔ شربت افطار صوم جو کارخانے کی عجیب و غریب ایجاد ہے بیحد مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ یہ شربت مسکن عطش۔ مقوی دل و دماغ۔ معطر۔ خوشرنگ۔ خوش ذائقہ بمثل تیار ہوتا ہے۔ اس کے استعمال سے روزے کی تکان بالکل محسوس نہیں ہوتی ÷

فہرست کلاں طلب فرماویں مفت روانہ ہوگی

المشتہر

حکیم سید محمد قاسم و حکیم سید محمد عباس منیجران کارخانہ معدن الادویہ

وکٹوریہ اسٹریٹ ڈیوڑھی افضل محل لکھنؤ

ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین

اَلبُرہان

نمبر ۱۱	بابت ماہ ذیقعد ۱۳۳۴ھ	جلد ۵

خون جگر

ایک دردناک اپیل

شیعہ مشن کی ضرورت

ع ایک ہم ہیں کر لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ + ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

زمانے کے واقعات - قوموں کے حالات اور فرقہائے مختلف کے سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دُنیا اور محض دُنیا کو ہی اپنا مطمح نظر قرار دے لیا جائے - صرف دنیوی ترقی ہی ہمارا نصب العین ہو - اس وقت بھی بغیر تکمیل نظام مذہب ہم اپنی مراد حاصل نہیں کر سکتے +

مذہب ایک کلید ہے جس سے ترقی کا قفل کھولا جاتا ہے - مذہب ایک سنگِ بُنیاد ہے - جس پر ترقیوں کی دیواریں اُٹھائی جاتی ہیں - مذہب ایک

مقناطیس ہے۔ جو ہزارہا افراد کو ایک مرکز پر کھینچ لاتا ہے۔ مذہب ایک رستہ ہے۔ جسے طے کر کے انسان خوشنما مرغزاروں میں پہنچتا ہے۔ مذہب ایک رشتہ ہے جس کے بغیر قومیت کا نظام ہرگز پختہ اور محکم نہیں ہو سکتا۔ مذہب خالق ہے روح الاجتماع کا۔ مذہب مربّی ہے قوائے اتفاق و اتحاد کا۔ مذہب سرپرست ہے۔ قومیت کا۔ قوم من حیث القوم کبھی مذہب سے استغنا ظاہر نہیں کر سکتی اگر کرے اگر وہ مذہب کی طرف سے آنکھیں پھیر لے۔ اگر اس کے دل میں مذہبی جوش نہ ہو۔ اگر اس کا دماغ مذہبی خیالات سے خالی ہو۔ مذہبی درد اسے بیچین نہ کر سکے تو سمجھ لینا چاہئے کہ ایسی قوم کا وجود دنیا میں نظر نہیں آ سکتا۔ اگر کچھ دھندلے سے نشان باقی بھی ہیں تو ان کا مٹ جانا ایسا ہی یقینی ہے جیسا کہ آج کے بعد کل کا دن +

مذاہب باطلہ کی روز بروز ترقی عقلوں کو حیران کئے دیتی ہے۔ اہل مذاہب ہیں کہ باوجود یقین بطلان خود ساختہ طریقے پر جان دے دیتے ہیں۔ روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ فنڈ کھلے ہوئے ہیں۔ مشن موجود ہیں۔ مشنری پہاڑوں کی چوٹیوں۔ ریگ زار میدانوں۔ ذخار سمندروں اور غیر آباد جزیروں کو پامال کرتے پھر رہے ہیں۔ قومیت کی لڑی میں ایک ایک دانے کی افزائش کے لئے لگاتار جدوجہد کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے یہ تمام باتیں ہم اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن حیف ہے ہماری حالت پر۔ افسوس ہے ہماری حمیت پر۔ اور تف ہے ہمارے ایسے جمود پر کہ ہمارا دیکھنا نہ دیکھنے کے برابر ہے۔ اور سننا نہ سننے کے مساوی ہے ویقول الرسول یا رب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا۔ حقیقت مذہب کا دعوے اور اس پر یہ بے اعتنائی۔ صداقت کا ادعا اور مذہب کی

طرف سے یہ استغنا۔ حقانیت کے مدعی اور جمود کا یہ عالم اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آخر یہ لمبے چوڑے دعوے کس دن کے لئے ہیں۔ یہ لن ترانیاں کس کام آئینگی۔ سیادت اور شیعیت کے دعوے کس برتے پر کئے جاتے ہیں۔ حسینؑ مظلوم پر ماتم کیوں ہو رہا ہے۔ کیا وہ یہی قلوب ہیں جن سے یَا لَیْتَنَا کُنَّا مَعَہُمْ کی آواز نکلتی ہے۔ کیا وہ یہی سینے ہیں جنہیں محبت اہلبیت سے معمور سمجھا جاتا ہے حَاشَا وَکَلَّا؟

اہلبیتؑ کی شان میں ہزاروں بے ادبیاں کھُلم کھُلا ہو رہی ہیں اور ہم خموشی کے ساتھ سُن رہے ہیں۔ آئمہؑ اہلبیتؑ کو کھُلے لفظوں میں (خاک بدہان بدخواہان) کاذب کہا جاتا ہے۔ اور ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ مذہب حقہ کی توہین و تذلیل علے الاعلان کی جاتی ہے۔ اور ہماری رگِ حمیت جنبش میں نہیں آتی۔ مذہب اہلبیت پر نت نئے بہتان تراشے جاتے ہیں۔ اور ہماری غیرت متحرک نہیں ہوتی زمانہ ٹھوکر پر ٹھوکر مار رہا ہے۔ مگر ہمیں ہوش نہیں آتا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہماری ان غفلتوں کا کیا انجام ہونیوالا ہے۔ بس وہی جو آج بھی ہماری نگاہوں میں موجود ہے۔

عجیب درد انگیز ماجرا ہے۔ عجیب عبرت کا مقام ہے۔ کہ اس وقت مسلمانوں کے ہر فرقے کی طرف سے مختلف رسالے متعدد پمفلٹ۔ بیشمار اشتہارات شائع ہو رہے ہیں۔ کوئی عیسائیوں کی تردید پر تلا ہے۔ کوئی آریوں کی۔ کہیں قادیانیوں کا مباحثہ ہے۔ کہیں وہابیوں کا مناقشہ۔ مگر شیعوں کی اشنعی سے کوئی خالی نہیں۔ گفتگو ہے آریہ سے۔ چوٹ ہے شیعوں پر۔ مباحثہ ہے عیسائیوں سے جرکا دیا جاتا ہے شیعوں کو۔ پھر وہابیوں اور قادیانیوں کا تو پوچھنا ہی کیا ہے یہ تو گویا پیدا ہی شیعوں کی دل آزاری کے لئے ہوئے ہیں۔ مگر قابل داد ہے

شیعوں کی بردباری اور حلم کو پلٹ کر بھی نہیں دیکھتے ہو گیا رہا ہے۔ یہ بردباری نہیں بے حمیتی ہے۔ یہ حلم نہیں پوری بے غیرتی ہے۔ ہر صبر کی ایک حد ہے۔ اور سکوت کی ایک انتہا۔ لیکن ہمارے ہی صبر و سکوت کا سلسلہ ہے کہ لا متناہی ہوا جاتا ہے ع وہ اُٹھائیں چھیڑ میں چُپ رہوں۔ وہ کہا کریں میں سُنا کروں ✣ عشق و محبت کا فلسفہ ممکن ہے یہی ہو۔ لیکن قومی حمیت۔ مذہبی غیرت اور دینی عزت ان خرافات پر عامل نہیں ہو سکتیں ✣

سینے میں جوش ہے اور دل میں درد۔ لیکن کہیں کس سے۔ سُنائیں کس کو۔ کام کرنیوالے بہت مگر ہاتھ بٹانے والا کوئی نہیں۔ کام کوئی سا ہو روپیے سے چلتا ہے۔ اور یہی وہ جنس ہے جو ہماری قومیت کے بازار میں عنقا ہے ✣ رؤساء و امراء باستثنائے بعض خزانوں کے سانپ ہیں۔ انہیں مذہب کی پروا کیا۔ متوسطین اپنی لایعنی ضرورتوں میں اسراف کے لئے ہیں۔ لیکن مذہب کا نام آیا اور قلت مداخل کا عذر پیش ہوا۔ رہے غربا۔ علاوہ افلاس کے وہ جہالت کی دولت سے اس قدر مالا مال ہیں کہ جوئے شیر کا لانا آسان اور ان کے دل میں احساس کا پیدا کرنا مشکل۔ مگر اس پر بھی اگر کسی قومی کام میں امداد کی توقع ہو سکتی ہے تو انہیں سے ہو سکتی ہے ✣

ہمارا مطمح نظر آپس کے مجادلوں سے ہمیشہ بلند رہا ہے۔ ہم کبھی تُو تُو میں میں کو پسند نہیں کرتے۔ ہم نے کبھی وہ مناظرہ اختیار نہیں کیا جسے موجودہ زمانے کی اصطلاح میں مناظرہ کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کے یہ بھی معنے نہیں ہو سکتے کہ دشمن ہم پر افترا و بہتان کے طوفان اُٹھائے اور ہم ساکت محض ہو جائیں نہیں! نہیں! ہمارا فرض ہے۔ ہماری تکلیف ہے کہ ہم نہایت سہولت اور نرمی کے ساتھ ان کی تردید کر دیں۔ یہ سلسلہ ہم نے ایک عرصے سے رسالہ البرہان کا

میں شروع کر رکھا ہے۔ جو افسوس ہے کہ ایک شریف اور مدعی دوستی علم قوم سے منسوب ہو کر جان کنی کی حالت میں ہے۔ اور کوئی سامان اس کی بقا کا ہمیں نظر نہیں آتا۔ لیکن مان لیا جائے کہ محدود الاشاعت رسالہ جاری بھی رہے۔ پھر بھی ایک نمایاں حد تک اس خدمت کو انجام نہیں دے سکتا ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ رسالہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو اور اس کے علاوہ ایک جداگانہ پمفلٹ ماہواری کئی ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر نیز طبقے میں تقسیم کیا جائے۔ نیز وقتاً فوقتاً چھوٹے چھوٹے رسالے بھی جن میں عقائد حقہ پر فلسفیانہ طریقے سے بحث کی جائے۔ اور اپنے امکان بھر دنیا پر ثابت کر دیا جائے کہ حقانیت اسے کہتے ہیں ❖

یہ ایک ایسی ضرورت ہے جس سے کوئی اہل نظر اور صاحب ال انکار نہیں کر سکیگا۔ جس کے دل میں ذرا سا بھی مذہب کا درد ہے۔ وہ اس کمزور مگر سچی آواز پر لبیک کہیگا۔ ہم اس کام کو اپنا مذہبی فرض سمجھ چکے ہیں۔ ہم ایسے حتے الامکان انجام دینگے۔ مگر کب؟ جبکہ آپ بھی اپنے فرائض ادا کریں ❖

آپ کے فرائض کیا ہیں؟

(۱) رسالہ البرہان کی توسیع اشاعت۔ یہ آپ کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اہل علم اور اہل نظر خواہ وہ قدیم تعلیم یافتہ ہوں یا جدید تسلیم کر چکے ہیں کہ شیعی دنیا میں اس سے بہتر متین۔ سنجیدہ اور فضائل آئمہ علیہم السلام کو شاندار شان سے پبلک میں پیش کرنیوالا کوئی پرچہ نہیں۔ ہاں یہی وہ پرچہ ہے۔ کہ غیر مذہب والے بھی اسے دیکھتے اور اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ کیا اس کی امداد آپ کا فرض نہیں ہے؟

(۲) دفتر البرہان کی شائع کردہ کتابوں کی اشاعت - یہ وہ کتابیں ہیں کہ دفتر ان کی اشاعت پر جتنا فخر کرے کم ہے - اگر پبلک قدردانی کرتی تو نہ معلوم اب تک علم کلام کا کتنا نایاب ذخیرہ اُردو زبان میں فراہم کر دیا جاتا - اور اب بھی آپ ہمت کریں تو چند روز میں کچھ سے کچھ ہو سکتا ہے ؁

(۳) چندہ برائے اشاعت رسالہ جات مختلفہ خصوصاً ایسے رسالوں کے جواب جو آجکل شائع ہو رہے ہیں - مثلاً وہ رسالے جن میں امام غائبؑ عجل اللہ فرجہ کی نسبت ہرزہ درائی کی جا رہی ہے اور طرفہ یہ کہ کتب شیعہ کو اپنی تحریر کا ماخذ بنایا جاتا ہے - وہ رسالے و پمفلٹ جن کے مشتہر تائید اسلام کا دعوےٰ اور فرق باطلہ سے بحث کرتے ہوئے شیعوں کی دلآزاری کا کوئی پہلو نہیں چھوڑتے - وہ رسائل جو ان صاحبان سے موسوم ہیں جو اسلام میں نہایت ہی سنگین اور مرنجان مرنج سمجھے جاتے ہیں - لیکن مذہب شیعہ پر افترا کرنے میں وہ بھی دوسروں سے چند قدم آگے ہیں - ہم نہیں چاہتے کہ اس قسم کے مضامین لفظاً لفظاً آپ کے سامنے پیش کریں - ہاں یہ ضرور تمنا ہے کہ ان کفریات کا مدلل جواب ہر شخص کے ہاتھ میں پہنچایا جائے - ہمارے خیال میں یہ ایک فرض اولین ہے اور ہم اس کی انجام دہی کے لئے حاضر ہیں ۔ ہذا بضاعتنا والاتمام من اللہ ؁

ہم نے مختصراً اپنے مشن کے ابتدائی مقاصد کا ذکر کر دیا ہے - ہم ابھی ان خیالات کو محفوظ رکھتے ہیں جو قومی اور مذہبی زندگی کے لئے ضروری ہیں ؁

~~خدارا~~ اپنے مذہب کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سنبھالیے - نصرت اسلام میں قدم بڑھائیے - اور مودت اہلبیتؑ اور ان کی پیروی کا عملی ثبوت دیجئے دیکھیں کتنے قلوب ہیں جنہیں مذہبی درد بے چین کرتا ہے اور کتنے اللہ کے بندے ہیں جو اس آواز پر لبیک کہتے ہیں

کانپتے ہاتھوں سے کچھ لکھ تو دیا ہے ہیہے
اب نہ سمجھیں۔ نہ پڑھا جائے تو لکھا میرا

ضروری نوٹ:۔ دفتر البرہان کی طرف سے چند پمفلٹ اس مقصد میں شائع ہو چکے ہیں اور بعض ہمدردانِ قوم کی دستگیری سے اکثر حصہ مفت تقسیم ہو چکا ہے۔ اس وقت بھی چند نایاب کتابیں اور رسائل و مواعظ زیر طبع ہیں۔ جن میں سے بعض اسی سلسلہ مشن میں عنقریب شائع ہونگی۔ ہم اُن دریا دل حضرات کے ممنون ہیں جنہوں نے زرِ چندہ سے ہماری امداد فرمائی۔ امید کہ دیگر ہمدردان قوم بھی ہمیں شکریہ کا موقعہ دینگے۔ اور عند اللہ و عند الرسول سرخروئی حاصل کرینگے ؛ آپکا خادم مینجر

شانِ امام مبینؑ

(نمبر۴)

گذشتہ سے پیوستہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے

"ان اللہ خلقنا من نور عظمتہ ثم صور خلقنا من طینۃ مخزونۃ مکنونۃ من تحت العرش فاسکن ذلک النور فیہ فکنا نحن خلقنا بشرا نورانیین لم یجعل لاحد فی مثل الذی خلقنا منہ نصیب۔ وخلق ارواح شیعتنا من طینتنا وابدانھم من طینۃ مخزونۃ مکنونۃ اسفل من ذلک الطینۃ ولم یجعل اللہ لاحد فی مثل الذی خلقھم منہ نصیب الا الانبیاء" بالتحقیق کہ اللہ نے ہم کو

اپنی عظمت کے نور سے خلق فرمایا بعدازاں ہماری خلقت کی صورت ایک ایسی طین سے بنائی جو عرش کے نیچے مخزون اور مکنون تھی۔ پس ہمارے انوار کو اُن صورتوں میں ساکن فرمایا۔ پس اس طرح سے ہم نورانی بشر مخلوق ہوئے پس ہم وہ ہیں کہ ہماری جیسی خلقت کسی کی نہیں ہے۔ اور ہمارے شیعوں کی ارواح کو ہماری طین سے خلق فرمایا اور ان کے ابدان کو ایسی طین سے بنایا جو اس طین کے نیچے مخزون اور مکنون تھی۔ پس ان کے جیسی خلقت کسی کی نہیں ہے مگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ؛

اور امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے "ان للہ نہرا دون عرشہ ودون النہر الذی دون عرشہ نور نورہ وان فی حافتی النہر روحین مخلوقین روح القدس وروح من امرہ وان للہ عشر طینات خمسۃ من الجنۃ وخمسۃ من الارض۔ ثم قال ما من نبی ولا ملک من بعد جبلہ الا نفخ فیہ من احد الروحین وجعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من احدی الطینتین۔ قلت ما الجبل فقال الخلق غیرنا اہل البیت فان اللہ عزوجل خلقنا من عشر طینات ونفخ فینا من الروحین جمیعا فاطیب بہا طیبا"۔ ترجمہ بالتحقیق کہ خداوند عالم نے عرش اعظم کے نیچے ایک نہر خلق فرمائی ہے اور اس نہر کے نیچے ایک نور ہے جس نے اس کو منور کر رکھا ہے اور اس نہر کے دونوں کناروں پر دو طرح کی روحیں مخلوق فرمائی ہیں (روح القدس) اور (روح من امرہ) اور خلاق عالم نے دس طینتیں پیدا کی ہیں۔ پانچ جنت سے اور پانچ زمین سے ــــ بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ کوئی نبی یا فرشتہ نہیں ہے مگر جب اس کا قالب بنالیا جاتا ہے۔ تو اُس میں اُن میں سے ایک روح پھونک دیجاتی ہے

اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طین جنت سے خلق فرمایا ہے (راوی کہتا ہے)
میں نے عرض کیا جبل کیا شے ہے حضرت ؑ نے ارشاد فرمایا ہم اہل بیت کے علاوہ دیگر
مخلوقات کی خلقت کا نام جبل ہے۔ بالتحقیق کہ خدائے عزوجل نے ہمکو دسوں طینتوں
سے خلق فرمایا ہے اور ہمارے قوالب میں تمام روحوں کو پھونکا ہے۔

اور جناب امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت
نے "اِنَّ اللّٰہ تبارک وتعالٰی خلق الخلق ثلٰثۃ اصناف وھو قول اللّٰہ عزوجل
وکنتم ازواجاً ثلٰثۃ فاصحٰب المیمنۃ ما اصحٰب المیمنۃ واصحٰب المشئمۃ ما
اصحٰب المشئمۃ۔ والسابقون السابقون اولٰئک المقربون۔ فالسابقون ھم
رسل اللّٰہ علیھم السلام وخاصۃ اللّٰہ من خلقہ جعل فیھم خمسۃ ارواح
ایدھم بروح القدس فبہ عرفوا الاشیاء وایدھم بروح الایمان فبہ
خافوا اللّٰہ عزوجل وایدھم بروح القوۃ فبہ قدروا علی طاعۃ اللّٰہ و
ایدھم بروح الشھوۃ فبہ اشتھوا طاعۃ اللّٰہ عزوجل وکرھوا معصیتہ
وجعل فیھم روح المدرج الذی بہ یذھب الناس ویجیئون۔ وجعل فی
المومنین اصحاب المیمنۃ روح الایمان فبہ خافوا اللّٰہ وجعل فیھم روح
القوۃ فبہ قووا علی طاعۃ اللّٰہ وجعل فیھم روح الشھوۃ فبہ اشتھوا طاعۃ
اللّٰہ وجعل فیھم روح المدرج الذی بہ یذھب الناس ویجیئون"۔
ترجمہ بالتحقیق کہ اللہ تبارک وتعالٰی نے تین قسم کے لوگ پیدا کئے ہیں۔ چنانچہ آیہ
مجیدہ میں انہیں کا ذکر فرمایا ہے" وکنتم ازواجاً ثلٰثۃ فاصحٰب المیمنۃ الخ"
اور تم تین قسم پر تھے اوّل اصحاب یُمن وبرکت جو نہایت معظم ومکرم ہیں۔ دوم
اصحاب شامت ونحوست جو نہایت برُے اور بد ہیں۔ سوم وہ جو سب پر سبقت
رکھنے والے ہیں۔ (ہر امر میں خُلق میں قول میں عمل میں وغیرہ) اور یہ

لوگ مقربان بارگاہ قدس وجلال ہیں - پس سابقون انبیاء ومرسلین اور مخصوصان بارگاہ احدیت ہیں علیہم السلام اوران میں خلاق عالم نے پانچ روحیں قرار دی ہیں - پس موید کیا انکو روح القدس سے جس سے کہ وہ کل اشیاء کو پہچانتے ہیں اور موید کیا اُن کو روح الایمان سے جس سے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں اور موید کیا ان کو روح القوۃ سے جس سے کہ وہ طاعت معبود پر قادر ہوتے ہیں اور موید کیا اُنکو روح الشہوۃ سے جس سے کہ وہ عبادت پروردگار کی خواہش کرتے ہیں اور اُس کی معصیت سے پرہیز کرتے ہیں - اور روح المدرج سے جس سے آمد ورفت کرتے ہیں +

اور مومنین یعنے اصحاب یمن وبرکت میں چار روحیں قرار دی ہیں روح الایمان جس سے وہ معبود برحق سے ڈرتے ہیں روح القوۃ جس سے طاعت معبود پر قوت رکھتے ہیں روح الشہوۃ جس سے عبادت الٰہی کی خواہش کرتے ہیں روح المدرج جس سے چلتے پھرتے ہیں +

اور جناب امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے "ان فی الانبیاء والاوصیاء خمسۃ ارواح روح القدس روح الایمان روح الحیٰوۃ روح القوۃ - روح الشہوۃ - فبروح القدس عرفوا ما تحت العرش الی ما تحت الثریٰ - وھذہ الاربعۃ ارواح یصیبھا الحدثان الا روح القدس فانھا لا تلھو ولا تلعب - بالتحقیق کہ انبیاء اور اوصیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں پانچ روحیں ہوتی ہیں - روح القدس روح الایمان روح الحیٰوۃ روح القوۃ روح الشہوۃ - پس روح القدس کے سبب سے عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک کی خبر رکھتے ہیں - اور ان چاروں روحوں پر مختلف حالات طاری ہوتے ہیں - مگر روح القدس کہ وہ حدثان اور لہو ولعب سے منزہ اور مقدس ہے +

اور جناب امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ فرمایا
حضرت نے "ان اللہ تبارک وتعالیٰ جعل فی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمسۃ
ارواح روح الحیوٰۃ فبہ دب ودرج وروح القوۃ فبہ نھض وجاھد وروح
الشھوۃ فبہ اکل وشرب — وروح الایمان فبہ امن وعدل وروح
القدس فبہ حمل النبوۃ فاذا قبض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقل
روح القدس فصار الی الامام وروح القدس لاینام ولا یغفل ولا یلھو
ولا یزھو۔" ترجمہ بالتحقیق کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو پانچ روحیں عطا کیں۔ روح الحیوٰۃ جس سے وہ جناب رفتار فرماتے تھے۔ روح
القوۃ جس سے جہاد فرماتے تھے روح الشھوۃ جس سے کھاتے پیتے تھے۔ روح الایمان
جس سے ایمان لائے اور عدل فرمایا اور روح القدس جس سے بار نبوت کو اٹھایا اور
جب اس جناب نے اس دار ناپائدار سے انتقال فرمایا تو وہ روح القدس امامؑ میں
آئی اور روح القدس نہ تو سوتی ہے اور نہ غافل ہوتی ہے اور نہ لہو ولعب کیطرف
مائل ہوتی اور نہ فخر و مباہات کرتی ہے + (از بحار جلد ہفتم)

اور جابرؓ ابن یزید جعفی بیان کرتے ہیں کہ جناب امام محمد باقر۔ باقر علوم الاولین
والآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "یا جابر کان اللہ ولا شئ غیرہ
ولا معلوم ولا مجھول فاول ما ابتدأ من خلق خلقہ۔ ان خلق محمداً وخلقنا اھل
البیت معہ من نورہ وعظمتہ فاوقفنا اظلۃ خضراء بین یدیہ حیث
لاسماء ولا ارض ولا مکان ولا لیل ولا نہار ولا شمس ولا قمر یفصل
نورنا من نور ربنا کشعاع الشمس من الشمس نسبح اللہ تعالیٰ ونقدسہ
ونحمدہ ونعبدہ حق عبادتہ۔ ثم بدا اللہ تعالیٰ ان یخلق المکان فخلقہ
وکتب علی المکان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین

وَوَصِیُّہٗ بِہٖ اَیَّدْتُہٗ وَنَصَرْتُہٗ ثم خلق اللہ العرش فکتب علی سرادقات
العرش مثل ذلک ـ ثم خلق اللہ السمٰوٰت فکتب علی اطرافہا مثل ذلک
ثم خلق الجنۃ والنار فکتب علیہا مثل ذلک ـ ثم خلق الملٰئکۃ واسکنہم
السماء ـ ثم ترای لہم اللہ تعالیٰ واخذ علیہم المیثاق لہ بالرّبوبیۃ ولمحمدؐ
بالنبوۃ ولعلیؑ بالولایۃ فاضطربت فرائص الملٰئکۃ فسخط اللہ علی الملٰئکۃ
واحتجب عنہم فلاذوا بالعرش سبع سنین یستجیرون اللہ من سخطہ
ویقرّون بما اخذ علیہم ویسئلونہ الرضا فرضی عنہم بعد ما اقرّوا بذلک
واسکنہم بذلک الاقرار السماء واختصہم لنفسہ واختارہم لعبادتہ
ثمّ امر اللہ تعالیٰ انوارنا ان تسبح فسبحت فسبحوا بتسبیحنا ولولا تسبیح انوارنا
ما دروا کیف یسبحون اللہ ولا کیف یقدّسونہ ـ ثم ان اللہ خلق الہواء
فکتب علیہ لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علی امیر المؤمنین وصیّہ
بہٖ ایّدتہ ونصرتہ ـ ثم خلق اللہ الجن والانس واسکنہم الہواء واخذ
المیثاق منہم لہ بالرّبوبیّۃ ولمحمدؐ بالنبوۃ ولعلیؑ بالولایۃ فاقرّ منہم بذلک
من اقرّ وجحد منہم من جحد فاوّل من جحد ابلیس لعنۃ اللہ فختم لہ
بالشقاوۃ وما صار الیہ ـ ثم امر اللہ تعالیٰ انوارنا ان تسبح فسبحت فسبحوا
بتسبیحنا ولولا ذلک ما دروا کیف یسبحون اللہ ثم خلق اللہ الارض
فکتب علی اطرافہا لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علی امیر المؤمنین
وصیّہ بہٖ ایّدتہ ونصرتہ فبذلک یا جابر قامت السمٰوٰت بغیر عمدٍ
وثبتت الارض ثم خلق اللہ تعالیٰ آدمؑ من ادیم الارض فسوّاہ ونفخ فیہ
من روحہ ثم اخرج ذریّتہ من صلبہ فاخذ علیہم المیثاق لہ بالرّبوبیّۃ
ولمحمدؐ بالنبوۃ ولعلیؑ بالولایۃ اقرّ منہم من اقرّ وجحد من جحد فکنا اوّل من

اقر بذلك ثم قال لمحمد وعزتي وجلالي وعلو شاني لولاك ولولا علي و
عترتكما الهادون المهديون الراشدون ما خلقت الجنة والنار ولا المكان
ولا الارض ولا السماء ولا الملائكة ولا خلقا يعبدني يا محمد انت خليلي و
حبيبي وصفيي وخيرتي من خلقي احب الخلق الي واول من ابتدأت اخراجه
من خلقي - ثم من بعدك الصديق علي امير المؤمنين وصيك به ايدتك
ونصرتك وجعلته العروة الوثقى ونور اوليائي ومنار الهدى ثم هؤلاء
الهداة المهتدون - من اجلكم ابتدأت خلق ما خلقت وانتم خيار خلقي
فيما بيني وبين خلقي خلقتكم من نور عظمتي واحتجبت بكم عمن سواكم
من خلقي وجعلتكم استقبل واسئل بكم فكل شئ هالك الا وجهي وانتم وجهي
لا تبيدون ولا تهلكون ولا يبيد ولا يهلك من تولاكم ومن استقبلني بغير
كم فقد ضل وهوى وانتم خيار خلقي وحملة سري وخزان علمي وسادة اهل
السموت واهل الارض - ثم ان الله تعالى هبط الى الارض في ظلل من الغمام
والملئكة واهبط انوارنا اهل البيت معه واوقفنا نورا صفوفا بين يديه
نسبحه في ارضه كما سبحناه في سمواته ونقدسه في ارضه كما قدسناه
في سمائه ونعبده في ارضه كما عبدناه في سمائه فلما اراد الله اخراج ذرية
ادم لاخذ الميثاق سلك ذلك النور فيه ثم اخرج ذريته من صلبه يلبون
فسبحناه فسبحوا بتسبيحنا ولولا ذلك لا دروا كيف يسبحون الله عزوجل ثم
ترايا لهم باخذ الميثاق منهم له بالربوبية وكنا اول من قابل عند قوله الست
بربكم - ثم اخذ الميثاق منهم بالنبوة لمحمد ولعلي بالولاية فاقر من اقر وجحد
من جحد ثم قال ابو جعفر عليه الصلوة والسلام فنحن اول خلق الله واول خلق عبد الله
وسبحه ونحن سبب خلق الخلق وسبب تسبيحهم وعبادتهم من الملئكة والاد مین

نبنا عرف اللہ وبنا وحد اللہ وبنا عبد اللہ وبنا اکرم اللہ من اکرم من جمیع خلقہ
وبنا اثاب من اثاب وبنا عاقب من عاقب۔ ثم تلا قولہ تعالیٰ و انا لنحن الصافون
وانا لنحن المسبحون وقولہ تعالیٰ۔ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین
فرسول اللہ اول من عبد اللہ تعالیٰ واول من انکران یکون لہ ولد وشریک
ثم نحن بعد رسول اللہ ثم ودعنا بذلک النور صلب آدمؑ فما زال ذلک
النور ینتقل من الاصلاب والارحام الیٰ صلب ولا استقر فی صلب الا تبین
عن الذی نتقل منہ انتقالہ وشرف الذی استقر فیہ حتی صار فی صلب
عبد المطلب فوقع بام عبد اللہ فاطمۃ فافترق النور جزئین جزء فی
عبد اللہ وجزء فی ابیطالب فذلک قولہ تعالیٰ و تدیری تقلبک فی الساجدین
یعنی فی اصلاب النبیین وارحام نسائھم فعلی ھذا اجرانا اللہ تعالیٰ
فی الاصلاب والارحام و ولدنا الآباء والامھات من لدن آدمؑ وصلی
اللہ علی محمد وآلہ وسلم تسلیماً کثیراً ؕ

ترجمہ۔ اے جابرؓ اللہ تھا اور کوئی شے نہیں تھی نہ معلوم نہ مجہول۔ پس
سب سے پہلی صنعت جس سے اس نے خلق کی ابتدا کی یہ تھی۔ کہ اس نے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے ساتھ ہم اہل بیت کو اپنے نور اور عظمت و جلال سے خلق فرمایا۔
پس اس خلاق عالم نے ہم کو سایہ اخضر کی صورت میں اپنے حضور میں ٹھیرایا۔ جبکہ نہ
تو آسمان تھا نہ زمین نہ مکان نہ رات نہ دن نہ شمس نہ قمر۔ اور ہمارا نور۔ نور پروردگار
سے اس طرح ضیا بار تھا جس طرح ضیاء شمس شمس سے اور ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے
تھے۔ تقدیس کرتے تھے۔ تحمید کرتے تھے۔ اور ایسی عبادت کرتے تھے جیساکہ
اُس کا حق ہے۔ بعدازاں خداوند عالم کا منشا ہوا کہ مکان خلق فرمائے پس مکان
خلق فرمایا اور اُس پر لکھا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ

وَصِیُّہٗ بِہٖ اَیَّدْتُہٗ وَنَصَرْتُہٗ" ۔ بعد ازاں عرش اعظم کو خلق فرمایا اور اس کے سرادقات پر یہی کلمہ تحریر فرمایا۔ بعد ازاں آسمانوں کو خلق فرمایا اور اُنکے اطراف و آفاق پر یہی کلمہ مرقوم فرمایا۔ بعد ازاں جنت و جہنم کو خلق فرمایا اور ان کو اسی کلمہ سے مزین اور ہیبت ناک بنایا بعد ازاں ملائکہ کو خلق فرمایا اور ان کو آسمانوں پر ساکن کیا۔ بعد ازاں اپنی شان جبروتی میں اُن کے سامنے جلوہ گر ہوا۔ اور ان سے اپنی ربوبیت اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کا عہد و پیمان لیا پس فرشتے مضطرب ہوئے!!! پس خداوند عالم اُن پر سخت ناراض ہوا اور اپنے جلوہ جمال کو اُن سے چھپا لیا۔ پس اُنہوں نے غضب خداوندی سے ڈر کر سات سال تک (زمانۂ الوہیت کے جس کا ایک دن پچاس ہزار سال زمانۂ دہری کا ہوتا ہے اور زمانۂ دہری کا ایک دن ہزار سال زمانۂ ربوبیت کا ہوتا ہے) عرش اعظم کی پناہ لی اور خداوند قہار سے اُس کے قہر و غضب کی معافی چاہتے رہے۔ اور اُس عہد و میثاق کا جو اُن سے لیا گیا تھا بعد عجز و انکسار اقرار کرتے رہے اور رضائے الٰہی طلب کرتے رہے پس خداوند عالم اُن سے راضی ہوا بعد اس کے اُنہوں نے اُس عہد و میثاق کا اقرار کیا۔ پس اس اقرار کی وجہ سے اُن کو آسمان پر ساکن کیا۔ اور اُن کو اپنے نفس کیواسطے مخصوص فرمایا۔ اور اپنی عبادت کے لئے منتخب کیا بعد ازاں اللہ تعالٰے نے ہمارے انوار کو ارشاد فرمایا کہ تسبیح کریں پس ہم نے تسبیح کی پس فرشتوں نے ہماری تسبیح سنکر تسبیح کی اور اگر ہم تسبیح نہ کرتے تو وہ ہرگز نہ سمجھتے کہ کس طرح معبود کی تسبیح پڑھیں اور کیونکر اس کی تقدیس کریں۔ بعد ازاں خداوند عالم نے ہوا کو خلق کیا پس اُس پر ارقام فرمایا: "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَصِیُّہٗ بِہٖ اَیَّدْتُہٗ وَنَصَرْتُہٗ" ۔ بعد ازاں خداوند عالم نے جن وانس کو خلق فرمایا

اور اُن کو ہوا میں ساکن کیا اور اُن سے اپنی ربوبیت اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کا عہد و پیمان لیا پس ان میں سے جس شخص نے ولایت کا اقرار وہاں کیا ہے وہی یہاں بھی کرتا ہے اور جس نے وہاں انکار کیا ہے وہی یہاں بھی انکار کرتا ہے۔ پس سب سے پہلے جس نے نبوت و ولایت کا انکار کیا۔ وہ ابلیس لعین تھا۔ پس خداوند عالم نے اُس کو شقی گردانا اور ملعون قرار دیا اور بعد ازاں خداوند عالم نے ہمارے انوار کو ارشاد فرمایا کہ تسبیح کریں پس ہم نے تسبیح کی پس انہوں نے ہماری تسبیح سنکر تسبیح کی اور اگر ہم تسبیح نہ کرتے تو اُن کو ہرگز معلوم نہ ہوتا کہ کس طرح تسبیح معبود کرنی چاہیئے بعد ازاں خداوند عالم نے زمین کو خلق فرمایا اور اُس کے اطراف و جوانب پر لکھا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَصِیُّهٗ بِهٖ اَیَّدْتُهٗ وَنَصَرْتُهٗ" پس اے جابرؓ اس کلمۂ توحید کی برکت سے آسمان بغیر ستون کے قائم ہوا اور زمین ہوا پر ٹھہری۔ بعد ازاں خداوند عالم نے آدمؑ کو ادیم ارض سے خلق کیا اور اُن کو پورا اپنا کر اُن میں اپنی ذری سی روح پھونکی بعد ازاں ان کی ذریت کو ان کی صلب سے نکالا پس اُن سے اپنی ربوبیت اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کا عہد و پیمان لیا۔ پس اقرار کیا جس نے اقرار کیا اور انکار کیا جس نے انکار کیا۔ پس سب سے پہلے اقرار کرنے والے ہم تھے۔ بعد ازاں اپنے حبیب محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال اور علو شان کی قسم ہے اگر تو اور علی اور تم دونوں کی عترت جو ہادی مہدی اور راشد ہیں مقصود نہ ہوتے تو میں نہ تو جنت کو خلق کرتا نہ جہنم کو نہ مکان کو نہ زمین کو نہ آسمان کو نہ ملائکہ کو اور نہ کسی اور مخلوق کو جو میری عبادت کرتے ہیں۔ اے محمدؐ تو میرا خلیل ہے تو میرا حبیب ہے

تو میرا صفی ہے اور میری مخلوقات میں سب سے بہتر ہے تو مجھے سب سے پیارا ہے اور تو ہی وہ ہے کہ جس سے میں نے مخلوقات کا سلسلہ شروع کیا ہے اور تیرے بعد صدیق علیؑ امیر المومنین تیرا وصی ہے۔ اُسی سے میں نے تیری تائید اور نصرت کی ہے اور اس کو میں نے عروۃ الوثقیٰ اور نور اولیا اور منار ہدیٰ بنایا ہے اور بعد اس کے یہ ہداۃ مہتدون ہیں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) تمہاری خاطر میں نے مخلوقات کا سلسلہ شروع کیا ہے اور تم ہی لوگ میری مخلوقات میں سب سے بہتر اور برتر ہو میں نے تم کو اپنی عظمت اور جلالت کے نور سے خلق کیا ہے۔ اور تم ہی لوگ میری مخلوقات میں میرا حجاب ہو اور تمہارے ہی ذریعہ سے دعا قبول کرونگا اور تمہاری ہی ولایت سے سوال کرونگا۔ پس ہر شے ہلاک ہونیوالی ہے مگر میرا وجہ اور تم ہی لوگ میرا وجہ ہو تم فنا ہوگے اور نہ ہلاک۔ اسی طرح جو شخص تم کو دوست رکھیگا وہ بھی فنا اور ہلاکت سے محفوظ ہے۔ اور جو کوئی تمہارے سوا کسی اور کو میرے سامنے پیش کریگا بالتحقیق وہ گمراہ اور جہنمی ہے۔ اور تم ہی لوگ میری مخلوقات میں سب سے بہتر اور برتر ہو اور میرے راز دار۔ اور میرے علم کے حامل اور اہل آسمان اور اہل زمین کے سردار ہو۔ بعد ازاں خداوند عالم اپنی شان جبروتی کے ساتھ ظلل غمام میں مع فرشتوں کے زمین پر ضیا انداز ہوا اور ہم اہلبیت کے انوار کو اُتارا اور ہم کو ایک نور صف بستہ بنا کر اپنے حضور میں کھڑا کیا پس اس کی زمین میں ہم اُسی طرح تسبیح کرتے رہے جس طرح آسمانوں میں کی تھی اور اُسیطرح تقدیس کرتے رہے جس طرح آسمانوں میں کی تھی اور اُسی طرح عبادت کرتے رہے جس طرح آسمانوں میں کی تھی۔ پس جب اللہ نے ارادہ کیا کہ آدمؑ کی ذریت کو نکالکر اُن سے عہد و میثاق لے تو ہمارے انوار کو اُن میں داخل فرمایا

پھر ان کی ذریت کو ان کی صلب سے نکالا جو لبیک کہ رہے تھے۔ پس ہم نے تسبیح کی پس انہوں نے ہماری تسبیح سنکر تسبیح کی اور اگر ہم تسبیح نہ کرتے تو ان کو کچھ بھی معلوم نہ ہوتا کہ خدائے عزوجل کی تسبیح کیونکر کریں بعد ازاں خداوند عالم اپنی شان جبروتی میں اُن کے سامنے جلوہ گر ہوا۔ تاکہ ان سے اپنی ربوبیت کا عہد و پیمان لے پس ہم سب سے پہلے قبول کرنیوالے تھے جب اُس نے الست بربکم فرمایا بعد ازاں اُن سے محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کا عہد و پیمان لیا پس اقرار کیا جس نے اقرار کیا اور انکار کیا جس نے انکار کیا بعد ازاں جناب امام محمدؐ باقر۔ باقر علوم الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ پس ہم خداوند عالم کی پہلی مخلوق ہیں جس نے سب سے پہلے اس کی عبادت اور تسبیح کی اور ہم ہیں علت غائی مخلوقات کی اور ہم ہیں اُن کی تسبیح اور عبادت کا باعث۔ ملائکہ ہوں یا انسان۔ پس ہمارے ذریعہ سے معرفت معبود حاصل ہوئی اور ہمارے سبب سے اُس کی توحید پھیلی اور ہماری وجہ سے اُس کی عبادت کی گئی اور ہمارے طفیل سے خداوند عالم نے مکرم بنایا جس کو بنایا۔ اور ہماری بدولت ثواب دیگا جس کو دیگا اور ہماری خاطر عذاب کریگا جس کو عذاب کریگا۔ بعد ازاں حضرت نے آیہ مجیدہ کی تلاوت فرمائی " وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون " بالتحقیق کہ صف باندھ کر اُس کی عبادت کرنیوالے ہیں۔ اور ہم اُس کی عبادت کرنیوالے ہیں) اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی " قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین " کہدے اے پیغمبر کہ اگر رحمٰن کا کوئی فرزند ہوتا تو میں جو سب سے پہلے اُس کی عبادت کرنیوالا ہوں (میں ہوتا) پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اللہ کی عبادت کی ہے اور

اُسی جناب نے سب سے پہلے ابن اللہ اور شریک اللہ کی نفی کی ہے۔ اور بعد اُس جناب کے ہم نے۔ پھر خداوند عالم نے اُس نور سمیت ہم کو صلب آدمؑ میں ودیعت فرمایا۔ پس وہ نور مبارک اصلاب طاہرہ سے ارحام مطہرہ میں منتقل ہوتا رہا اور اس کا نزول ہر صلب و رحم میں ظاہر ہوتا رہا اور جس صلب اور رحم میں مستقر ہوتا تھا اُس کو مشرف و مکرم فرماتا تھا یہانتک کہ صلب جناب عبدالمطلب میں آیا پس رحم جناب فاطمہؑ والدۂ جناب عبداللہ میں نازل ہوا۔ پس اُس کے دو جزو ہوئے ایک جزو جناب عبداللہؑ میں آیا اور دوسرا جناب ابو طالبؑ میں۔ پس یہ ہے مقصد اللہ کے اس قول کا "وتقلبک فی لساجدین" اے رسول ہم تجھ کو دیکھتے ہیں کہ تو ساجدین میں منتقل ہوتا رہا ہے۔ یعنی انبیاء علیہم السلام کے اصلاب طاہرہ سے اُن کی ازواج کے ارحام مطہرہ میں۔ پس اس طرح سے خداوند عالم نے ہم کو اصلاب اور ارحام میں آدمؑ سے لیکر اس وقت تک جاری فرمایا۔

وصلے اللہ علی محمد و آلہٖ وسلم تسلیما کثیراً ۵

(باقی آئندہ)

چودھویں صدی کا انسان

(سرخاب کا جوڑا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

خوشتر آن باشد کہ سرِ دلبران

گفتہ آید در حدیث دیگران

ایک روز شام کے وقت آندھی نے وہ زور باندھا کہ بڑے بڑے تناور

درخت زمین دوز ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی بارش ایسی کہ الٰہی تیری پناہ۔ اس پر اولوں کی قیامت۔ مستزاد کسی درخت پر پتے کا نام نہ رہا۔ چھال تک اڑ گئی۔ ہزارہا آشیانے اس طوفان کی نذر ہو گئے۔ اور لاتعداد پرندوں کی لاشوں کا ستھراؤ باغات میں نظر آتا تھا۔ بارے خدا خدا کر کے آفت موقوف ہوئی۔ بادل پھٹے۔ چاند نکل آیا اور اس منظر کی سیر کرنے لگا۔ جو طوفان کے مصوّر نے زمانے کے ورق پر کھینچ دیا تھا +

اسی عالم میں ایک سرخاب کا جوڑا ایک ٹھنٹھ پر بیٹھا ہوا تھا۔ گردنیں تباہی کے بوجھ سے جھک کر پروں میں جا چھپی تھیں۔ بھیگے ہوئے پر پرنے شہادت دے رہے تھے کہ بارش کی مصیبت میں کافی حصّہ لیا گیا ہے۔ بے سروسامانی گواہ تھی کہ آشیانے کے تنکے آندھی کی نذر ہو گئے۔ ہلکی ہلکی مگر دلدوز آہیں کسی اندرونی داغ کا پتہ دیتی تھیں۔ یکایک مادہ نے گردن اٹھائی بازو پھڑپھڑائے اور ایک سریلا مگر نہایت ہی غم انگیز نغمہ اس طرح شروع کیا

پیارے میرے پیارے یہ مصیبت ہماری جانوں پر جس طرح گذری گذر گئی۔ گھر برباد ہوا وطن چھوٹا۔ وطن کے عزیز و احباب چھوٹے ہمیں کچھ بھی خبر نہیں کہ ہوا کی زد میں بہتے ہوئے ہم کدھر اور کونسی سر زمین پر آنکلے ہیں۔ بہر طور شکر ہے کہ زندگی باقی ہے۔ لیکن آہ وہ چند ننھی ننھی جانیں جنہوں نے اچھی طرح آنکھ کھولکر بدنصیب ماں باپ کا منہ بھی نہ دیکھا تھا ان کی زندگی کی کوئی امید ہو سکتی ہے؟ توبہ! میں اسی دن کے لئے کہتی تھی کہ اس موئے نخلستان کو آگ لگا دو۔ چلو کسی شہر میں چلیں۔ کوئی نہ کوئی ویران عمارت رہنے کو مل جائیگی۔ کسی انسان کے ہاتھ پڑ گئے تو ہمارا حسن ظاہری ہمارے رکھ رکھاؤ کی کافی ضمانت ہے

سجا سجایا گھر ملیگا۔ کھانے پینے کی افراط ہو گی۔ محبت کی نگاہیں ہم پر قربان ہونگی۔ اولاد اگر ہوئی تو اس کی حفاظت کا کافی سامان ہو گا مگر تم نے ایک نہ مانی۔ آخر یہ دن دیکھا۔

نر۔ (گردن اُٹھا کر کراہتے ہوئے) بس بس۔ کمزور۔ ناتجربہ کار۔ مگر دلکش مخلوق بس ان باتوں سے کیا نتیجہ۔ زمانے کے حوادث ہر ذی روح کیواسطے موجود ہیں۔ یہی کس قدر غنیمت ہے کہ اس بلائے ناگہانی سے ہم جان سلامت لے نکلے۔ جبکہ ہمارے ہمجنسوں کے ہزارہا جسم بے روح رہروؤں کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ زندگی ہے تو گھر بھی مل جائیگا۔ اولاد بھی مہیا ہو جائیگی۔

مادہ۔ ہاں یہ سچ ہے لیکن کاش کہ ہمیں اس مصیبت میں حصہ نہ لینا پڑتا۔

نر۔ وہ کس طرح۔ ضدی مخلوق! یہ ہو کیونکر سکتا تھا۔

مادہ۔ اس طرح! کہ ہم کو انسانوں کا قرب میسر ہوتا!

نر۔ انسان اور اس کا قرب! خوب بہت خوب! یعنے ایک ایسا گروہ جو تکبر کا تاج سر پر رکھے۔ رعونت کا لباس پہنے۔ ہوس کا خنجر ہاتھ میں لئے۔ خواہشات کی ہوا میں اُڑ رہا ہے اور مستعد ہے کہ ہر اُس چیز کا شکار کرے جو اس کے رستے میں حائل ہو۔ خواہ وہ ہمجنس ہو یا غیر ہمجنس۔ سُن لے! باز کا قرب اچھا۔ شیر کی ہمنشینی بہتر۔ بھیڑیئے کی ہمسائگی بہت اچھی۔ سانپ اور بچھو کی مصاحبت ممدوح۔ لیکن انسان حریص۔ لالچی۔ ناخدا ترس! انسان کی صحبت سم قاتل۔ اول الذکر مخلوق کی ہمنشینی سے صرف جان کا خطرہ ہے اور حضرت انسان کی مصاحبت جان کے ساتھ ایمان کی بھی گاہک ہے۔

مادہ۔ یہ بالکل نئے لفظ ہیں جو میرے کان سُن رہے ہیں۔

نر۔ ہاں! نئے لفظ ہیں مگر سچے اور بالکل سچے۔

مادہ۔ کیا اشرف المخلوقات کا خطاب انسان کے لئے نہیں آیا؟

نر۔ آیا ضرور آیا۔ لیکن کیا اس کلجگ کے انسان کو بھی تم ایسا ہی سمجھتی ہو۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے تو بالکل غلط خیال ہے۔ موجودہ انسان کی سوانحعمری اگر تم دیکھو اگر تم سُننے کی تکلیف برداشت کرو۔ تو نہ صرف تمہاری قوت سامعہ کانپ اُٹھیگی بلکہ وہ کاغذ بھی جس میں یہ خونی داستان لکھی جائیگی الامان الامان پُکار رے گا۔

مادہ۔ تو کیا آج کی رات اسی فسانے کی نذر نہ کی جائے۔

نر۔ ایک رات، رات کی چند ساعتیں اور یہ غم انگیز قصہ ہو۔ آہ! کیا اچھا ہوتا۔ کہ قسمت اس چاندنی کا لطف اُٹھانے کا موقعہ دیتی۔ محبت کی چنگاریاں دونوں طرف سے اُڑتیں۔ عشق کی تیتریاں۔ مسرت کی ہوا میں پرواز کرتیں۔ راز و نیاز کا عالم آنکھوں میں سرور پیدا کرتا۔ مگر خیر ؎

کیا روئیں مصحفی ہم ان پچھلی صحبتوں کو
بن بن کے کھیل ایسے لاکھوں بگڑ چکے ہیں

اچھا پھر آج قسمت نے اگر اسی جانکاہ فرض کے انجام دینے کا موقعہ عطا کیا ہے تو سُن۔ توجہ کے کانوں سے سُن اور ہمیشہ کے لئے اسے گرہ باندھ رکھ۔

انسان یہ وہ انسان جو اشرف المخلوقات کے خطاب سے جس طرح مخاطب کیا جاتا ہے اسی طرح "اولٰئک کالانعام بل ھم اضل" بھی اسی کی شان میں آیا ہے۔ اس انسان کے بحیثیت تمدن مختلف طبقے ہیں اور یہ تفریق ہی بجائے خود انسان کی ہوس پرستی کی کافی شہادت ہے۔ پہلا طبقہ ارباب حکومت کہلاتا ہے جس نے اپنا موروثی حق سمجھ رکھا ہے دوسرے ابنائے جنس پر حکومت کرنا ابتدائی زمانے میں اس کی بنیاد اس طرح پڑی کہ جب جماعت انسانی میں جھگڑے پیدا ہونے لگے۔ کیونکہ منجملہ اور فضائل کے خصیصۂ مبین بھی اس کی ایک فضیلت ہے

و اس وقت سب نے آپس میں ملکر یہ صلاح کی کہ ایک یا چند اشخاص ہم میں سے ایسے ہونے چاہئیں جن کی طرف فصلِ قضایا کے وقت رجوع کیا جائے۔ اور طرفین اس فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم جُھکا دیں۔ نیز وہ اپنے ہمجنسوں کے جملہ حقوق کی نگرانی کریں اور اس حق الخدمت میں اُن کو کچھ دیدیا جائے۔ جو مایحتاج سے بیفکر کر دے۔ اس معاہدے پر طرفین کے دستخط ہوگئے۔ اور کچھ دنوں تک اس پر عملدرآمد ہوتا رہا۔

وہ انسان جس نے عہد الست کو بُھلا دیا۔ آخر تا بکے اس وعدہ کو یاد رکھتا پھر جب حکومت کا نقشہ بھی شاملِ حال ہو۔ ایک تو کریلا دوسرے نیم چڑھا۔ اس نے رفتہ رفتہ اپنی حکومت کی بُنیاد مستحکم کرنی شروع کی۔ حفاظت حقوق بنی نوع کے بہانے سے فوجیں رکھنی شروع کیں۔ دوسرے ابنائے جنس کے حقوق غصب کرکے اپنے خزانے بھرنے شروع کئے۔ آخر رفتہ رفتہ اس نے سمجھ لیا کہ میں صرف اس لئے پیدا کیا گیا ہوں کہ کمزوروں پر حکمرانی کروں۔ ضعیفوں پر اپنی سطوت کا سکہ بٹھاؤں۔ غربائے نوع چلچلاتی ہوئی دھوپ میں۔ موسلا دھار بارشوں میں برفانی پہاڑ کاٹ کر۔ زمین کے سینے چیر کر دولت پیدا کریں اور وہ میری آرائشوں۔ آسائشوں۔ سر بفلک محلوں۔ زرتار لباسوں مرصّع چھپر کھٹوں کے کام آئے۔ بے تعداد حور وش مخلوق سے میری خوابگاہ مزین ہو۔ پری چہرہ غلاموں کی قطاریں۔ میرے اشارۂ ابرو کی منتظر رہیں۔ حاجبوں کے پرے مرصّع عصائیں ہاتھ میں لئے میرے محل کی غلام گردشوں میں سر جُھکائے مؤدب کھڑے رہیں۔ کمزور مخلوق کی زندگی میرے رحم پر منحصر ہو۔ موت اور زندگی پر میرا اختیار ہو۔ اور اس طرح آپ حسن پر کھینچی ہوئی تصویر خدائی کے سامنے اُٹھا جائے ۔

مشہور بات ہے کہ ایک خدا کا برگزیدہ جب اسی قسم کے ظالم و جابر کے

دربار میں پہنچا اور حق کی تلقین شروع کی تو اُس نے صاف کہا کہ خدا! خدا کسے کہتے ہیں؟ خدا کی کیا صفت ہے؟ اس اولوالعزم ہستی نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ میرا خدا زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا ہے۔ اُس متکبر نے فوراً قید خانے سے دو قیدی طلب کئے۔ ایک کو رہا کر دیا دوسرے کو قتل۔ اور اس طرح خدائی صفات کا مدعی بن بیٹھا +

کل کی بات ہے کہ ایران کے ایک ظالم اور خونخوار تاجدار کے مظالم سے جب رعایا تنگ آگئی اور اُس نے اپنے حقوق طلب کئے۔ تو اُس نے صاف لفظوں میں کہا کہ یہ ملک ہمارے اجداد نے بزور شمشیر لیا ہے اور شمشیر ہی کے ذریعہ سے حکومت کی جائیگی۔ طرفہ یہ ہے کہ بہت سے معمم اور مدعیان دیانت بھیڑیے بھی اس کے شریک حال ہو گئے۔ خیر اس طبقے کا مفصل حال پھر سنایا جائیگا +

غرض یہ ارباب حکومت کا طبقہ ایسا طبقہ ہے جس کا ایک ایک فعل خدا کی مخلوق کی نظر میں قابلِ نفرین ہے۔ ممکن ہے کوئی خدا کا بندہ ان میں خدا ترسی کو اپنا شعار بنالے۔ لیکن الشاذ کالمعدوم۔ خصوصاً شخصیت کا راج جہاں ہو وہاں کی سرزمین سے تو حجر اور شجر بھی پناہ مانگتے ہیں +

میں نے دیکھا کہ ایک صاحب حشم و خدم انسان ایک دفعہ گذر رہا تھا۔ سواری کی شان دیکھنے کے لئے ہزارہا مخلوق کھڑی تھی۔ باڈی گارڈ کے قوی ہیکل جوان سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق دیوزاد گھوڑوں پر سوار آگے پیچھے رواں تھے۔ نقیبوں کی صدائے دورباش آسمان تک پہنچتی تھی۔ شاہی بینڈ سلامی کے نغمے الاپتا ہوا چلا جارہا تھا۔ اسی انبوہ میں شاہی سواری کے گھوڑوں نے کنوتیاں بدلکر دو چار دولتیاں جھاڑ دیں۔ انبوہ میں بھاگڑ سی مچ گئی اور اسی کشمکش میں ایک پندرہ سالہ لڑکا سواری کے سامنے آگیا۔ اور شاہی سواری

...کے گھوڑے اسے روندتے ہوئے نکل گئے۔ یہ کس بیوہ کا چشم وچراغ تھا یہ کس ...خاندان کا اُجالا تھا۔ وہ کس کی امیدیں تھیں جو اس کی حیات اور اس کے شباب سے ...وابستہ تھیں۔ ان امور پر غور کرنے کی فرصت کسے۔ بلکہ خوشامدی مصاحبوں کی زبان ...پر یہ فقرہ رواں تھا "کسقدر خوش نصیب تھا یہ نوجوان جو اپنے ولی نعمت پر قربان ...ہو گیا"۔

بڑی بڑی سربفلک عمارتیں جو اس وقت تک موجود ہیں جنہیں آثار قدیمہ کے ...نام سے نامزد کیا جاتا ہے کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ کتنے مظلوموں کے خون کے چھاپے ...ان کی دیواروں پر لگے ہوئے ہیں۔ خدا کی یہ زمین کتنے حقوق غصب کر کے ...حاصل کیگئی ہے۔ کتنے اپاہجوں۔ ضعیفوں۔ یتیموں اور دیگر کمزور مخلوق کا پیٹ ...کاٹ کر یہ دولت جمع ہوئی ہے جو اس اینٹ اور چونے کے ملاپ میں پانی کی طرح ...بہائی گئی ہے۔ اگر دل کی سماعت سے کام لیا جائے تو ایک ایک اینٹ اپنی خونچکاں ...سرگذشت سُنانے کے لئے تیار ہے۔

شہروں کی بربادی۔ مخلوق کی تباہی۔ بنی آدم کی خونریزی۔ قحط کی ...مصیبت سب بلائیں اسی طبقے کی بدولت زمین پر نازل ہوتی ہیں اور بعض ...وقت اسی طبقے نے چند گز زمین حاصل کرنے کے لئے لاکھوں ابنائے جنس کا ...خون بہا دیا۔ جیسا کہ آج کل بھی یہ منظر سامنے موجود ہے۔ پھر کیا تم چاہتی ...ہو کہ اس طبقے کے انسانوں کا تقرب ہمیں حاصل ہو۔ اور صحبت کی تاثیر سے ...ہم میں بھی یہ بداخلاقیاں سرایت کر جائیں۔

مادہ۔ اگر یہ داستان سچ مان لی جائے تو کیا مضائقہ ہے۔ کیا پرندوں ...کے بادشاہ یا نادر شاہین میں یہ خصلت نہیں۔ کیا بادشاہ حیوانات شیر اس ...صفت سے مبرا ہے؟ کس قدر درد انگیز تھا۔ وہ سماں جو چند روز ہوئے ہم نے

دیکھا ایک تیتری بیٹھی ہوئی اپنے بچوں کو دانہ بھرا رہی تھی - ایک باز نے اُس پر جھپٹا مارا - تیتری تو اتفاق سے اُڑ کر ایک جھاڑی میں چھپ گئی - مگر آہ! خونخوار پرندے کا وار خالی نہ گیا - اُنہیں بچوں پر چنگل مارا - تیتری کا بلبلانا تڑپنا - اور مایوسی کی حالت میں بچوں کی موت دیکھنا کیا بیان کروں - کیسا دل خراش نظارہ تھا - اسی طرح ایک ہرنی اپنے نوزائیدہ بچے کو دودھ پلا رہی تھی - شیر ڈکارتا ہوا نکلا - بچے کی مامتا نے اس غریب کو ایک سانس بھی نہ بھرنے دی - کہ اس کا مضبوط پنجہ اس کی کمر پر تھا - اور خونخوار کچلیاں گردن کا لہو چوس رہی تھیں - بچے کی تو بساط ہی کیا تھی وہ تو اس کی صورت دیکھتے ہی جان کھو بیٹھا - تو پھر اب انسانوں پر ہی کیا موقوف ہے - ع

وہ کونسی زمین ہے جہاں آسماں نہیں

نر - یہ قیاس تمہارا بالکل غلط ہے - انسان کی اور انکی حالتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے - گوشت خوار جانور مجبول و مفطور ہیں اس امر پر کہ شکار گوشت سے اپنا پیٹ بھریں اور انسان اس امر پر مجبور نہیں کہ اپنے ابنائے جنس پہ ظلم کرے - جانور تکلیف سے بری ہیں اور انسان مکلف ہے - انسان کو جو قوے دئے گئے ہیں - ان کا وجود اور جانوروں میں نہیں پایا جاتا - گوشت خوار جانور جب تک زندہ ہے گوشت سے پیٹ بھرنا اس کے لئے لازمی ہے برخلاف انسان کے - اگر یہ چاہے تو ایسی زندگی بسر کر سکتا ہے کہ اس کی عمر کا ایک ایک لمحہ عقاب کی عمر سے زیادہ بیش قیمت ہو - اور ابنائے جنس کو اس سے فائدہ ہی فائدہ پہنچے - پھر ایک اور امر بھی قابلِ غور ہے - کہ شیر اسی وقت شکار کرے گا - جب بھوک کی آنچ اسے بیتاب کر دیگی - اور سیر ہونے کی حالت میں کسی جانور کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھے گو وہ اس کے سامنے سے

گذر جائے۔ لیکن انسان کا چند انچی بیٹ ہمنے کبھی بھرتے نہ دیکھا ؎

ہمارے جیتے جی ہرگز نہ سمٹا حرص کا دامن

یہی سُنتے رہے ہم تو یہاں تنگ ہے وہاں تنگ ہے

خشکی پر حکومت۔ تری پر حکومت۔ دریاؤں پر قبضہ۔ سمندروں پر تسلط پہاڑ زیر نگیں۔ صحرا زیر فرمان۔ لیکن ھل من مزید کی آواز ہے کہ بند ہی نہیں ہوتی۔ چاہتا ہے کہ پر لگا کر اُڑے۔ کسی اور کُرّے پر قبضہ کرے۔ کیونکہ اس زمین پر مدت دراز سے بستے چلے آرہے ہیں۔ یہ فیشن اب بہت پُرانا ہو گیا۔ یہاں تو حورو غلمان پری کی طرح صبح شام ایک نئے فیشن اور نئی زمین کی ضرورت ہے ؛

یہ تو مختصر کیفیت ہے اُس طبقے کی جو گویا نظام تمدن کا سب سے بڑا سرپرست اور سب سے بڑا حامی سمجھا جاتا ہے۔ جس کا نام زبان پر آنے سے پہلے دل میں ایک سطوت کی لہر دوڑتی ہے۔ جس کے چہرے کو سرِ دربار نظر بھر کر دیکھنا جرم ہے جس کے سامنے صبح و شام ہزارہا گردنیں عقیدتمندانہ طرز سے خم ہوتی ہیں۔ جس کی سلامتی کے لئے ہزارہا زبانیں تالو سے نہیں لگتیں۔ اور جو ایشیائی خیالات کے بموجب خدا کا مثنیٰ۔ پرمیشور کا اوتار۔ رازق العباد (ان داتا) سمجھا جاتا ہے۔ اب آؤ دوسرے طبقوں کی طرف آؤ۔ اور ان کے حالات کا بامعانِ نظر مطالعہ کرو ؛ (باقی دارد)

خلافت الٰہیہ

(مصنفہٗ اڈیٹر البرہان)

اس میں شک نہیں کہ مسئلہ خلافت و امامت اسلام میں ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہے فریقین کی طرف سے جو کتابیں اس بحث خاص میں شائع ہوئی ہیں وہ لاتعد و لاتحصیٰ کا حکم رکھتی ہیں

خاتمہ

(خلافت و امامت دیگر آئمہ و خلفاء رسول)

(۱) ذریت یحییٰ توارث صفات نبوتی

(۲) کیوں یہ سلسلہ ذریت انبیاءؑ ہی میں رہا؟

(۳) نص رسول بر خلافت آئمہ اولاد بتولؑ

(۴) عملی ثبوت و امامت حسنینؑ

(۵) حسینؑ کے علم ما کان و ما یکون کا ایک اور ثبوت

(۶) حسینؑ اور ظہور اوصاف محمدیؐ

(۷) اسلام حسینیؑ

(۸) ایمان حسینیؑ

(۹) عبادت حسینیؑ

(۱۰) معرفت حسینیؑ

(۱۱) زہد حسینیؑ

(۱۲) ولایت حسینیؑ

(۱۳) ختم نبوت و امامت و ولایت

(۱۴) صبر حسینؑ

(۱۵) شہادت علی اکبرؑ وغیرہ

(۱۶) صبر علی ابن الحسین و ثبوت خلافت وغیرہ

تتمہ

(۱) خلافت یزید

(۲) دلائل خارجیہ

(۳) علت شہادت وغیرہ وغیرہ۔

مواعظ حسنہ

ہم نے اب سے بہت پہلے اعلان کیا تھا کہ عمدۃ المحققین و سید المتکلمین عالم ربانی واقف رموز قرآنی و عارف اسرار فرقانی سرکار شریعتمدار علامۃ الشیخ عبد العلی ہروی الطہرانی ادام اللہ ظلہ علی رؤس الاعالی والادانی کے مواعظ فصیحہ بلیغہ کی ایک جلد چھاپکر شائع کرینگے۔ جو رموز و اسرار کلام اللہ کا آئینہ۔ تبیان کل شئے کی تفسیر۔ حقیقت نبوت و امامت اور فضائل و مناقب اوصیاء رسول و ائمہ علیہم السلام کا بہترین ذخیرہ مومنین کیواسطے زاد آخرت۔ عارفین کے لیئے وسیلہ معرفت اور ذاکرین و واعظین کیلئے علمی خوان نعمت ثابت ہوگی۔ لیکن چونکہ ہر ایک کام کیلئے ایک وقت اور ہر ایک وقت کیلئے ایک کام مقرر ہے۔ اس کا وقت نہ آیا تھا تاخیر ہوتی رہی۔ مگر للہ الحمد ہر آن امر کہ خاطر میخواست آخر آمد زپس پردہ تقدیر بدید۔ اب کتاب بالکل مرتب ہوگئی اور

چھپنے دیدیگئی۔ اور اسکے لئے ایک فنڈ بھی قائم ہو گیا ہے تاکہ آئندہ کتب و رسائل کا سلسلہ جاری رکھا جاسکے۔ اسکے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ فہرست مضامین آئندہ نمبر میں شایع شائع کردیجائیگی ؛

ہم چاہتے ہیں کہ کتاب عشرہ محرم الحرام سے پہلے پہلے تیار ہو جائے اور امید بھی ہے مگر شرط یہ ہے کہ جن صاحبان نے اس فنڈ میں چندہ دینے کا وعدہ کیا ہے خواہ انکے نام شائع ہوچکے ہیں یا آئندہ ہونگے اپنا وعدہ جلد ایفا فرمائیں۔ "فان الکریم اذا وعد وفی"۔ اگر حضرات نے وعدے پورے نہ کئے تو ہم تاخیر کے ذمہ دار نہ ہونگے۔ ہدیہ حتی الامکان کم رکھا جائیگا۔ شائقین اپنی درخواستیں جلد بھیجدیں تاکہ سب سے پہلے انکو بھیجدیجائے

السابقون السابقون اولئک المقربون +　　　(مینجر البرہان)

ہدیہ ۱۲ عمر سے زیادہ نہ ہوگا۔

اعلان

سال قریب الاختتام ہے اور شروع سال ماہ محرم الحرام کا رسالہ حسب قاعدہ شہید نمبر ہوگا عاشقان حسین علیہ السلام میں سے اہل علم و اہل قلم احباب اپنے نظم و نثر مضامین اوائل ذی الحجۃ الحرام تک ارسال فرما کر کارکنان دفتر کو ممنون فرمائیں۔ کیونکہ ۱۵ ذی الحجۃ الحرام کے بعد جو مضامین پہنچینگے وہ اس نمبر میں شائع نہ ہوسکینگے پہلے سے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرات آسانی سے مضامین تیار کرسکیں اور کمی وقت کا عذر نہ رہے ؛

ایضاً جن احباب کے پاس اس سال کا چندہ باقی ہے اور کسیوجہ سے ادا نہیں ہوا ہے۔ وہ چندہ ارسال فرماکر رہین منت فرمائیں۔ اور اگر کسی صاحب کو کسی معقول وجہ و عذر واقعی سے رسالہ کی سرپرستی منظور نہ ہو تو دفتر کو پہلے سے مطلع فرماویں تاکہ وی پی کی واپسی کا نقصان برداشت نہ کرنا پڑے۔ مومنین اپنے ایک پیسے کی خاطر اپنے بھائی اور قومی خادم کے دو روپے صرف نہ کرائیں ؛

التماس :- اس کے بہی خواہ احباب سے التماس ہے کہ جدید خریدار مہیا کرنے میں اسی طرح کی سعی سے کام لیں جیسے پہلے لیتے رہے ہیں اور اپنے احباب و زیر اثر حضرات میں تبلیغ اس کا تعارف کراتے رہیں دفتر کیطرف سے اس امر خاص کیواسطے سفیر بھی روانہ کیا گیا ہے مومنین کو چاہیے کہ اس کی امداد و اعانت اور حصول مقصد کی سہولت کے وسائل بہم پہنچانے میں حتی الامکان کوشش سے دریغ نہ فرمائیں۔ ہم ایسے احباب کے حد سے ممنون ہونگے۔ "وہل جزاء الاحسان الا الاحسان"

اور مربی اس کے لئے خلق نہ فرمائے۔ انسان کا وجود مربی کو یا بفطرۃ مقتضی ہونا فعل خدا ورک آف گاڈ) ہے اور رب العالمین کا یہ فرمانا "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خلیفہ" (میں زمین میں اپنا جانشین بناؤنگا)۔ قول خدا ورڈ آف گاڈ ہے۔ اور فعل خدا و قول خدا موافق و مطابق ہیں۔ اس لئے زمانہ کبھی مربی نوع انسان کے وجود سے خالی نہیں ہو سکتا۔ "فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم" جو اس سے انکار کرتے ہیں۔ وہ دین فطری الٰہی سے خارج ہیں۔ "لھم دینہم ولنا دین"

یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ مربی نوع انسان خلیفہ و جانشین خدا پیغمبر برحق ہوتا ہے۔ لیکن نبی ایک اسم خاص ہے شخص خاص کے لئے ایک زمانہ محدود تک اور اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ عالم میں نبی کا وجود نہیں ہوتا۔ لیکن ایسے وقت میں وصی نبی و قائم مقام نبی کا وجود ضروری ہوتا ہے۔ اور یہی سنت الٰہی ہے "ولن تجد لسنہ اللہ تبدیلاً"۔ اور ہر ایک نبی کا وصی ضرور ہوا ہے۔ لہذا زمانہ نبیؐ یا وصی نبی سے کبھی خالی نہیں ہوتا۔ اور مربی نوع انسان و خلیفہ خدا نبی و وصی نبی دونوں ہیں۔ اور دونوں میں ایک کا وجود ضروری ہے۔ اور اب چونکہ مربی کل ہادی سبل حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود ذی جود سے زمانہ خالی ہے لہذا وصی رسول و امام امت کا وجود بحکم فعل خدا و قول خدا ضروری و لازمی ہے اور وہ ہی مربی عالم ہے۔ چنانچہ خداوند عالم امام ہی کو رب الارض۔ مربی زمین فرماتا ہے "حیث ہے" "واشرقت الارض بنور ربہا" زمین اپنے مربی کے نور سے چمک اٹھیگی یہ مربی جس کے نور سے زمین روشن ہو گی امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام ہیں۔

(… فی التفاسیر)

پس بعد نبی امام مربی عالم ہوتا ہے اور مربی کا وجود بالفطرۃ ضروری ہے لہٰذا وجود امام فطرۃً ضروری و لازمی ہے اور اس سے انکار کرنا فطرتِ خدا سے منکر ہونا ہے۔ وھو المطلوب ؂

یہ بھی یاد رہے کہ یہ تربیّت موقوف باعضاء و جوارح جسمانیہ نہیں ہے کہ مربی ہر ایک انسان کے گھر جا کر اُس کو کھانا کھلاتا یا پانی پلاتا۔ نہلاتا۔ دھلاتا۔ اور اُس کی مرہم پٹی کرتا ہے۔ حضرت آدمؑ جو خلیفہ رب العالمین و مربی نوع بشر تھے اس صورت سے کس کی تربیت کرتے تھے؟۔ بلکہ یہ تربیّت اصلاً تربیت باطنی ہے۔ مربی دراصل روح نبی و امام ہے۔ اور اس لئے اس کی تربیت کو ہم بچواس ظاہریہ محسوس نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی تربیت میں مشغول ہے خواہ ہم اسے محسوس کریں یا نہ کریں۔ (تفصیل اسکی آئندہ آئیگی۔) یہ مربی مظہر رب العالمین ہے اور یہ دوسری دلیل فطری ہے وجود امام پر جو کسی طرح محل شک و ریب نہیں ہو سکتی ؂

تیسری دلیل۔ مسلم ہے کہ اشرف مخلوقات انسان کی شرافت محض کمال علم پر موقوف ہے اگر اس میں کامل ہے تو اشرف مخلوقات ہے ورنہ ارذل مکونات و اخس مخلوقات۔ یہ مقابلہ بدیہی ضروری ہے۔ مشاہدہ شاہد اور فطرتِ انسان دال ہے۔ اور کلام خدا اس کا موید و مصدق۔ "العوام کالانعام بل ھم اضل" جاہل اور عوام مثل چارپایوں گائے۔ بیل۔ بھینس اور گھوڑے گدھوں کے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی بدتر۔ کیونکہ دیگر حیوانات سوائے انسان جتنے بھی ہیں سب اپنا علم ضروری فطرۃً ساتھ لیکر آتے ہیں۔ اور اپنی ضروریات میں محتاج تعلیم غیر نہیں ہیں۔ بخلاف انسان کے۔ کہ یہ بالفطرت محتاج تعلیم غیر ہے۔ اور شکم مادر سے اتنا علم ضروری لیکر نہیں آتا۔ جو اس کی شخصی

اور نوعی انفرادی و اجتماعی ضروریات کے لئے کافی ہو۔ یہ فطرت انسان ہے یہ فعل خدا یا خدا کا کام ہے اور خدا کا کلام اس کے مطابق و موافق کما قال عزمن قائلہ "اخرجکم من بطون امھتکم لا تعلمون شیئا و جعل لکم السمع والابصار والافئدۃ" یعنی فرماتا ہے کہ نکالا تم کو شکم مادر سے اس حال میں کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔ اور تمہارے واسطے کان۔ آنکھ اور دل بنائے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ انسان علم ضروری میں محتاج تعلیم غیر ہے اور آلات تعلیم و تحصیل علوم کان۔ آنکھ اور دل ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کا بچہ اگر قولاً و فعلاً۔ مشاہدۃً و مصاحبۃً کسی طرح تعلیم نہ پائے تو جاہل رہیگا۔ اور جب اسے علم حاصل نہ ہوا تو لابد وہ چوپایوں سے بدتر و ذلیل ہے۔ اور جو علم اقل قلیل بحکم آیہ مجیدہ "ما اوتیتم من العلم الا قلیلا" (نہیں دیا گیا ہے تم کو علم مگر بہت تھوڑا سا)۔ اس کی بقاء اور ظہور و بروز بھی صفائے جوہر عقل اور صحبت اہل صفا پر موقوف ہے اور بلا ان کے وہ مستقلات عقلیہ سے بھی خارج و خالی ہوگا اور سفیہ و مخبوط کے درجے میں پہنچ جائیگا۔ اگر ایک انسان کا بچہ مصاحبت انسان کی صحبت و اہل صفا سے دور جانوروں ہی میں پرورش کیا جائے تو وہ مثل انہی جانوروں کے ہو جائیگا اور سفیہ محض مخبوط مطلق بلکہ بدتر از حیوان نکلیگا۔ پس انسان بالفطرۃ محتاج معلم ہے اور چاہیئے کہ معلم ہمیشہ موجود ہو۔ بلکہ وجود معلم اس کے وجود سے مقدم ہے ٭

دوسری صورت سے ہم دیکھتے ہیں اور مشاہدہ کرتے ہیں اور فطرت عالم اور سرشت انسانی انفراداً و اجتماعاً اس پر شاہد و دال ہے کہ علم تحصیلی و کسبی یعنی وہ علوم جو ہم کانوں سے سنکر یا کتب وغیرہ میں آنکھوں سے دیکھکر حاصل کرتے ہیں ناقص ہیں بلکہ درحقیقت اکثر و بیشتر غلط و باطل و خلاف واقع۔

چنانچہ عارف حالات حکماء و فلاسفر جانتے ہیں۔ کہ یہ اصل مطابق واقع ہے اور ان کا اختلاف ان کے ناقص العلوم ہونے کی روشن دلیل ہے۔ مثلاً تعریف علم حکمت یہ ہے "ھو علم باحوال اعیان الموجودات علی ماھی علیہا بقدر الطاقۃ البشریہ" یعنے موجودات عالم کی واقعی حقائق و ماہیات کو بقدر طاقت جاننا علم حکمت کہلاتا ہے۔ اور یہ محقق و مسلم ہے کہ حقائق و ماہیات اشیاء ایک ہی ہیں مثلاً حقیقت شمس ایک ہے۔ حقیقت قمر ایک ہے ماہیت زمین ایک ہی ہے۔ بایںمعنی کہ یا زمین ساکن ہے یا متحرک یا گول ہے یا چپٹی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ زمین ساکن بھی ہو اور متحرک بھی۔ آفتاب یا متحرک ہے یا ساکن۔ یا مرکز عالم ہے یا زمین کے گرد متحرک۔ وہ فضاء میں دائر و سائر ہے۔ یا ایک آسمان کے جرم میں مثل نگینے کے جڑا ہوا۔ افلاک موٹے موٹے جسم ہیں کوئی لوہے کا ہے کوئی چاندی کا کوئی سونے کا اور کوئی نیلم کا وغیرہ وغیرہ یا نہیں بلکہ ان کی حقیقت صرف یہ ہے کہ وہ مجر لٹے سیارات ہیں یا یہ کہ افلاک کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے وغیر ذالک

اب ان کے محقق حکماء و فلاسفر مدعیان علم حکمت کے اقوال دیکھتے ہیں تو ایک دوسرے سے بالکل مخالف آپس میں متضاد و متبائن ہیں۔ ایک کہتا ہے زمین گول ہے دوسرا کہتا ہے نہیں ہے۔ ایک کہتا ہے زمین متحرک ہے دوسرا کہتا ہے ساکن ہے۔ ایک کہتا ہے آفتاب مرکز عالم ہے اور زمین اس کے گرد حرکت کرتی ہے۔ دوسرا کہتا ہے آفتاب زمین کے گرد گھومتا ہے اور زمین مرکز عالم ہے۔ ایک کہتا ہے۔ آسمان موٹے موٹے جسم اثیری ہیں۔ نہ وہ پھٹ سکتے ہیں نہ جوڑ سکتے ہیں۔ نہ وہ حرکت مستقیمہ کر سکتے ہیں۔ نہ ان میں کوئی جسم گزر سکتا ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں ان کا وجود ہی نہیں ہے۔ منتہائے نظر ہے۔ جس کو تم نیلے آسمان کہ رہے ہو۔ وغیر ذالک۔

چند مسائل ایسے ہیں جن میں حکماء فی الجملہ اتفاق رکھتے ہیں ورنہ تماماً مختلف فیہ ہیں اور یہ مدعیان علم حکمت جو خدائے علوم حکمیہ و فلسفیہ سمجھے جاتے ہیں ایک دوسرے کے مخالف ہیں اور ان کے اقوال متضاد و متبائن ہیں جس سے ہر عقلمند یہی نتیجہ نکالیگا - کہ یہ علوم جو صرف انسانی عقول کا نتیجہ ہیں ضرور ناقص ہیں اور یہ علوم یقینیہ نہیں کہلا سکتے اور قطعی طور پر محل وثوق و اعتماد نہیں ہو سکتے - حالانکہ یہ تمام علوم بھی اصولاً معلمین خاص کی طرف منتہی ہوتے ہیں - اور تصرفات عقلیہ حکماء محض تفرعات و جزئیات علوم سے متعلق و مخصوص ہیں (جیسا کہ آئندہ ثابت ہوگا) اور پھر بھی ناقص بلکہ تعریفات علوم بھی ناقص ہیں - بلکہ اکثر باطل ہیں - اگر یہاں ان کی تفصیل کی جائے تو ایک کتاب بنے - حتیٰ کہ خود تعریف علم ہی ناقص ہے اور ابھی تک حکماء یقینی طور پر معلوم نہیں کر سکے اور فیصلہ نہیں کر سکے کہ علم کیا ہے - بعض صورت حاصلہ فی الذہن کو علم کہتے ہیں بعض حاضر عند المدرک یا عند العقل کو علم کہتے ہیں - بعض نفس حصول صورت علمیہ کو علم کہتے ہیں - اور بعض اس کیفیت انجلائیہ کو جو بعد حصول صورت علمیہ نفس کو حاصل ہوتی ہے - بعض علم کو مقولۂ اضافت سے سمجھتے ہیں - کہ عالم و معلوم کے درمیان نسبت اور ایک تعلق کا نام علم ہے - اور بعض مقولہ کیفیت سے قرار دیتے ہیں کہ ایک کیفیت نفسانیہ کا نام علم ہے - اور بعض مقولۂ فعل سے اور بعض مقولہ انفعال سے یعنی تاثیر یا تاثر نفس علم ہے وغیر ذالک - تا اینکہ ایک ایک مسئلہ میں چودہ چودہ اختلاف ہیں - مثلاً علم باری تعالیٰ کے متعلق حکماء کے بہت سے اقوال مختلفہ ہیں - بعض کہتے ہیں اپنی ذات کو جانتا ہے غیر کو نہیں جانتا - بعض کہتے ہیں کلیات کا عالم ہے جزئیات کا نہیں ہے - بعض کا قول ہے کہ خدا غیر متناہی کو نہیں جانتا باقی کو جانتا ہے - بعض فرماتے ہیں وہ ہر ایک شئے کو جانتا ہے - اور

صور تمام اشیاء اس کی ذات میں قائم ہیں - بعض کہتے ہیں کہ وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے ایک ایسی صفت کے ساتھ جو ممکنات سے ایک تعلق رکھتی ہے - بعض ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور دہری کے ذریعہ ممکنات کو جانتا ہے - بعض ارقام فرماتے ہیں حضور اشراقی سے اشیاء کا عالم ہے - بعض تتمہ سرائی فرماتے ہیں کہ مثل قائمہ و مثل فلاطونیہ ممکنات اس کو حاضر ہیں - بعض فرما رہے ہیں کہ خدا کو ممکنات سے اتحاد تام حاصل ہے - اور اس لئے وہ ان کا عالم ہے - بعض کہہ رہے ہیں کہ بالذات تو اتحاد ہے مگر باعتبار واجب و ممکن میں تغایر ہے - بعض کا فرمان ہے - کہ نفس ذات باری تعالیٰ انعکاس ممکنات کا آئینہ ہے - اور بعض ارشاد فرماتے ہیں کہ عقل اول کو تو بلا واسطہ جانتا ہے - اور باقی چیزوں کو عقول قدسیہ کے ذریعہ سے کیا کسی عاقل بصیر کو اس سے یقین حاصل ہو سکتا ہے کہ علم باری تعالیٰ کیا ہے اور کیونکر وہ تمام اشیاء کا عالم ہے ؟ اور کیا ان کو علوم یقینیہ کہا جا سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں یہ علوم علوم ناقصہ ہیں ÷

جہانتک بھی اوپر چلے جائیے اور کتنا ہی بڑے سے بڑا عالم فرض کر لیجئے - نقص و احتمال غلطی اس میں موجود ہے - اور نوع انسان من حیث ہو نوع ناقص العلم ہے اور مجموعۂ ناقص بھی ناقص - تا اینکہ علم انسان آخر کار منتہی ہو کسی ایسے عالم پر جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو اور یقین و اعتماد کلی و اطمینان مطلق اس سے حاصل ہو - مگر جن کے علوم اس قسم کے تحصیلی و کسبی ہیں وہ اس صفت سے خالی ہیں اور فطرۃ عالم اس پر شاہد ہے - غلطی سے بری وہ شخص فرض کیا جا سکتا ہے - جو معلم بتعلیم الٰہی اور علم اس کا لدنی موہبتی ہو - اور بلا اسباب ظاہریہ و آلات خارجیہ اس کو وحی و الہام سے مبدء فیاض سے حاصل ہوا ہو - یعنی جب تک علم مؤید بعلم الہامی نہ ہو محل وثوق و اعتماد نہیں ہو سکتا - اور صاحب وحی و الہام ہر نفس نہیں ہے اگر ایسا

ہوتا تو علوم علوم ناقصہ نہ ہوتے۔ بلکہ علوم صحیحہ ویقینیہ ہوتے۔ اور مختلف نہوتے علوم کا نقص و اختلاف بلکہ تناقض تباین خود دال ہے۔ کہ یہ علوم علوم الہامی وموہبتی نہیں ہیں۔ بلکہ صاحب الہام وصاحب علم موہبتی ومعلم بتعلیم الٰہی خاص نفوس قدسیہ وارائے ارواح قدسیہ حجۃ اللہ ہوتے ہیں۔ اور انبیاءؑ وآئمہؑ کہلاتے ہیں یعنی صاحبان درجہ رفیعہ ومعلم الٰہی ومرجع وپیشوائے خلق ÷

پس نوع انسان بالفطرت ہمیشہ وجود معلم یعنی صاحب علم موہبتی لدنی وصاحب وحی والہام کو مقتضی ہے۔ اور یہ خدا کا کام ہے۔ اور خدا کا کلام اس کا مؤید ومصدق ومبین ومفسر چنانچہ بہت سی آیات کلام الٰہی اس پر شاہد ہیں۔ اور عالم فطرت میں اوّل وجود معلم ہی ہے۔ اور قبل متعلمین ونوع بشر حضرت آدمؑ ابوالبشر معلم نوع بشر خلق کئے گئے۔ اور علم موہبتی دیکر ان سے پہلے عالم میں بھیجے گئے۔ "عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا" حضرت آدمؑ کو خدا نے تمام اسماء سکھا دئے۔ چنانچہ صحف آدمؑ وتاریخ دنیا شاہد ہے۔ کہ حضرت آدم تمام زبانیں جانتے اور بولتے تھے۔ اور ہر ایک شئے کا نام جانتے تھے۔ خواہ اس وقت موجود تھیں یا نہ تھیں۔ بلکہ جو چیزیں اب ایجاد ہوتی ہیں اور انکے نام رکھے جاتے ہیں اُنکے اسماء بھی جانتے تھے۔ اور کوئی زمانہ ایسے معلم سے خالی نہیں رہا۔ اور تعلیمات تماماً از روئے اصول انبیاء علیہم السلام پر منتہی ہوتی ہیں۔ اور اوّل مدرس علوم حضرت ادریسؑ ہیں جنہوں نے علوم کا درس واجی شروع کیا۔ وجود معلم نوع بشر بالفطرت ہر زمانے میں ضروری ہے ÷ اور اس سے انکار قانون فطرت سے اعراض اور تعلیم فطری سے انکار ہے۔ اور جب ثابت ہے کہ ایسا معلم صاحب علم موہبتی صاحب وحی والہام ہے۔ تو یہ تعلیم انبیاءؑ وآئمہ ہی میں منحصر ہوئی۔ کیونکہ یہی صاحب وحی والہام ہیں۔ چنانچہ خدا انبیاءؑ کے حق میں فرماتا ہے "وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى"

اور نہیں مبعوث برسالت کئے ہم نے تجھ سے پہلے مگر اہل قریٰ میں سے وہی مرد جنکو ہم وحی کرتے ہیں۔" اور آئمہ کے حق میں فرماتا ہے۔ "وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَوٰةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَوٰةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ" اور ہم نے اُن کو امام بنایا ہے وہ ہمارے امر سے ہدایت کرتے ہیں اور ہم نے اُن کو فعل خیرات واقامہ صلوٰۃ وایتاء زکوٰۃ کی وحی کی ہے اور وہ ہماری ہی عبادت کرتے تھے۔" وحی شرط نبوت وامامت ہے۔ اور موحی الیہ ومسلم نبی وامام ہی ہوتا ہے۔ لہذا بحکم فطرت عالم فعل خدا وقول خدا وجود نبی یا امام ہر زمانے میں ضروری ہے اور اس زمانے میں چونکہ بحکم خدا وبنص الٰہی نبی ختم ہو چکے ہیں لہذا امامت باقی۔ پس وجود معلم حقیقی وصاحب علم لدنی وہستی امام خلق وپیشوائے برحق ثابت و مبرہن ومحقق ہے۔ اور اس سے انکار انکار آیات کتاب وجودی وقول الٰہی اور افتراء برخدا ہے۔ "وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ اللّٰهِ" اور اس کے خلاف حکم کرنا خلاف "بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ" وخلاف "بِمَا فَطَرَ عَلَيْهِ اللّٰهُ" ہے۔ "وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ"۔ جو خلاف علم خدا حکم کرے وہی کافر ہے۔ پس وجود امام اس وقت میں ضروری وواجب ہے اور یہی مطلوب ہے ؂

بعبارۃ اخریٰ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض ہزاروں بلکہ لاکھوں عقلاء وعلماء اجماع وشوریٰ اور اتفاق رائے سے ایک امر کا فیصلہ کرتے ہیں اور اس کو حسن اور مفید بتلاتے ہیں بلکہ مطابق عقل سمجھتے ہیں۔ لیکن بعض دوسرے عقلاء وعلماء بدلائل وبراہین اس کا مضر نہ ہونا اور بطلان ثابت کر دیتے ہیں۔ بلکہ دوسرے وقت خود وہی علماء وعقلاء جنہوں نے اس کو حسن قرار دیا تھا اس کے قبح پر مطلع ہوتے ہیں اور اسکو غلط وباطل سمجھ کر اس اصول کو تبدیل کرتے ہیں

ردیتے ہیں۔ یہ امور باواز بلند پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ انسان ناقص العقل ہے اور اس کے علوم ظنیہ ہیں نہ یقینیہ اور اس لئے وہ قابل اعتماد و اطمینان نہیں ہو سکتے۔ اور فطرت انسانی بزبانِ حال کہہ رہی ہے کہ انسان ملہم اور معلم بتعلیم ربانی اور صاحب علم موہبتی لدنی کا محتاج ہے اور اس کا وجود ہمیشہ ضروری ہے۔ کیونکہ انسانی ترقی کا دارومدار علوم پر ہے اور علم وہ ہی ہے جو علم واقعی و حقیقی ہو اور اگرچہ ان علوم کسبیہ سے جو فروعاً کسبیہ در اصلاً منتہی بعلوم لدنیہ ہیں بعض مدارج ترقی پر پہنچ سکتا ہے۔ لیکن اصلی ترقی اور حقیقی ترقی اور کامل ترقی اور وہ ترقی جس کے بعد تنزل نہیں ہے وہ ترقی جس میں پستی کا احتمال نہیں ہے وہ اصولاً و فروعاً علوم حقیقیہ و علوم یقینیہ قطعیہ پر موقوف ہے۔ جن میں احتمال غلطی و خطا نہیں۔ انسان علوم میں ترقی کر رہا ہے۔ لیکن اگر علوم علوم حقیقیہ قطعیہ ہوتے تو نہ معلوم کہاں پہنچا ہوتا اور کیا کچھ کر چکا ہوتا۔ اور جو ترقی کہ ان علوم ناقصہ سے مثلاً سو سال میں حاصل ہوتی ہے۔ چند ہزار سال میں ہوتی ہے۔ وہ علوم یقینیہ حقیقیہ سے چند سال میں حاصل ہوتی کیونکہ اول خود ان علوم کی تحقیق میں صدیاں گذر جاتی ہیں بعد ازاں ان سے نتائج اخذ کئے جاتے ہیں اور فائدے اٹھائے جاتے ہیں۔ جو فائدہ کہ مثلاً سائنس سے اہل یورپ نے صدیوں کی تحقیق کے بعد آج حاصل کیا ہے۔ وہ اب سے صدیوں پہلے حاصل کر سکتے تھے۔ اگر علوم کو صاحبان علوم حقیقیہ اور معلمان خدا سے لیتے مثلاً حرکت زمین و آفتاب و مرکزیت عالم کا مسئلہ آج ہزاروں برس کے بعد تحقیق ہوا ہے۔ اگر روحانی معلمین پر اعتماد کیا جاتا تو کم سے کم اب سے تیرہ سو برس پہلے حل ہو چکا تھا اور طے شدہ تھا اور جو فائدہ کہ از روئے علم سائنس اب اٹھایا ہے وہ اب سے ہزار برس پہلے اٹھایا جا سکتا تھا۔ یا آج صدیوں کی تحقیق کے بعد معلوم کیا ہے کہ فلک کوئی جسم نہیں ہے اور سماوات کرات عالم کے گرد اور ان کے

اور یہ بخاری ودخانی قبے ہیں اور نہایت لطیف مادہ۔ جو آنکھ سے دکھائی نہیں دیتا
اگر معلمین نوع بشر خصوصاً معلم آخر و خاتم المعلمین کی زبان حق ترجمان سے
نکلے ہوئے خدائی الفاظ پر اعتماد کیا جاتا تو اب سے تیرہ سو برس پہلے یہ مسئلہ حل
تھا کیونکہ کلام خدا فلک کی حقیقت ایسی ہی بیان کرتا ہے "کما قال - كُلٌّ فِي فَلَكٍ
يسبحون" ہر ایک سیارہ اپنے اپنے فلک (آسمان میں) تیر رہا ہے۔ جس سے صاف
ثابت ہے کہ حکیم بطلیموس کے خیال کے مطابق آسمان پانچ پانچ سو برس کی راہ کے
موٹے موٹے ثقیل جسم نہیں ہیں جو نہ پھٹ سکیں نہ جڑ سکیں اور نہ اُن میں کوئی جسم
گذر سکے بلکہ مجرائے سیارہ کا نام فلک ہے یعنے وہ فضا جس میں کوئی سیارہ حرکت کرتا
ہے۔ لفظ فی و یسبح قابل غور ہیں اور یہی حقیقت افلاک بواب علوم نبی۔ اوصیاء
پیغمبر و آئمہ کے اقوال و فرمائشات سے ثابت ہوتی ہے۔ جنکی تفصیل کا یہ محل نہیں ہے اگر
تفصیل تمام مسائل علم ہیئت دیکھنی ہو تو کتاب البدر التمام دفتر البرہان لاہور سے
منگا کر دیکھو جسکی قیمت عہ اور رعایتی عہ ہے۔ اسی طرح حقیقت سماوات کلام خدا
سے یہ ثابت ہوتی ہے۔ "ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ" پھر ارادہ بادی
تطبیق سماوات کی طرف متوجہ ہوا۔ درانحالیکہ وہ دُخان (دود - دھواں) تھے پس
سماوات بھی اجسام ثقیلہ کثیفہ نہیں ہیں۔ بلکہ دُخانی و بخاری قبے ہیں۔ آج ہزار دو
برس کی تحقیقات کے بعد یہ معلوم کیا ہے کہ جسم انسانی ہر مہینے نیا بدلتا رہتا ہے۔
اور کلام خدا یوں فرماتا ہے "افعیینا بالخلق الاول بل ھم فی لبس من خلق جدید"
کیا ہم ایک دفعہ بنا کر اور خلق کر کے تھک گئے اور عاجز ہو گئے۔ نہیں بلکہ وہ ہمیشہ خلقت
جدید کا لباس پہنتے رہتے ہیں۔ یہ اُس تحقیق حکماء سے کہیں اعلیٰ اور زیادہ ہے۔
جسم انسانی ہر ماہ نہیں بلکہ ہر روز بدلتا ہے۔ وقس علی ذالک ؏

خلاصہ یہ ہے کہ حقیقی ترقی انسانی کا دار و مدار علوم حقیقیہ ہی پر ہے! ود

علوم حقیقیہ وہی ہیں جو بلا اسباب ظاہریہ و آلات خارجیہ من جانب اللہ بطور وحی و الہام کلامی عطا ہوتے ہیں۔ اور اس لئے نوع انسانی بالفطرۃ ایسے معلم کی محتاج ہے اور بحکم فطرت عالم و قول خدا و فعل خدا ایسے معلّم کا وجود ضروری ہے۔ اور ایسا معلّم اس زمانے میں امامؑ ہے لہذا وجود امام ضروری ہے اور وجود امامؑ کا منکر خدا کی وجودی اور قولی کتاب اور خدا کے کلام اور کام کا منکر اور اُس کا مخالف ہے۔ وہو المطلوب

تنبیہ:۔ یہاں بعض جہال کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اب تک ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی و اوصیاء نبی گذر چکے اور حضرت خاتم النبیین تمام تعلیمات کا خاتمہ کر چکے اب کسی امام کی ضرورت نہیں ہے اور انسان من حیث الفطرت اب کسی خاص معلم روحانی کا محتاج نہیں ہے۔ مگر یہ شبہ تقریرات سابقہ سے خود رفع ہے کیونکہ جو ضرورت جب تھی اب بھی ہے۔ علوم پہلے ناقص تھے اب بھی ہیں۔ عقول پہلے ناقص تھیں اب بھی ہیں۔ تمام افراد انسانی معصوم نہیں بن گئے جن کے علوم و کلمات و افعال و اعمال میں احتمال غلطی و خطا نہ ہو اور اُن کے علوم علوم حقیقیہ یقینیہ سمجھے جائیں جو اختلاف پہلے تھا اب بھی موجود ہے بلکہ زیادہ اگرچہ اس کی علت تعلیمات انبیاء کو چھوڑ دینا ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں زمانہ ظہور نبی میں یا امامؑ میں ان لوگوں میں بالکل اختلاف نہ تھا جو نبی کو مانتے تھے۔ اور سچا پیغمبر جانتے تھے اور اماموںؑ کو سچا پیشوا سمجھتے تھے اور ان سے علم حاصل کرتے تھے۔ حضرت پیغمبر زمانہ پیغمبری میں تمام اختلافات کو رفع فرما دیتے تھے۔ پس دلیل ایک ہی ہے اور ضرورت ایک اگر کسی وقت میں نوع انسانی معلم روحانی کی محتاج تھی تو اب بھی ہے۔ الا یہ کہ کہدیا جائے کہ کبھی انسان محتاج پیغمبر و امام و معلم روحانی نہ تھا اور حقیقت معلمین الٰہی معاذ اللہ فضول اور لغو ہے وہ شخص جو اوّل ضرورت کو تسلیم کرتا ہے وہ اب بھی کریگا جو پہلے انبیاء اور اوصیاء و آئمہ کو مانتا ہے وہ اب بھی مانیگا۔ اور وجود امامؑ کو تسلیم کریگا

وجود امام آخرالزمان کا منکر تمام انبیاء اور اوصیاء کا منکر ہے۔ اور یہی قول پیغمبر سے بھی ثابت ہے۔ پس وجود امام ہر اعتبار سے اور ہر حال میں ضروری ہے۔

اندریں تیسری دلیل ہے ضرورت وجود امام علیہ السلام پر قتامل فیہ۔ "وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون"۔ "زمین میں ہماری نشانیاں موجود ہیں۔ اور خود تمہارے نفسوں میں ہماری آیات ودیعت کی ہوئی ہیں۔ پس تم کیوں بصیرت سے کام نہیں لیتے اور کیوں خدا کی کتاب وجودی اور فطرت عالم کے اوراق کے مطالعہ سے اندھے ہو رہے ہو" "سیروا فی الارض" "زمین کی سیر کرو اور آیات سے عبرت حاصل کرو" "ومن کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ" "اگر یہاں صحیفۂ عالم سے آنکھیں بند رکھیں اور اس کتاب خدا کی ورق گردانی کر کے عبرت حاصل نہ کی اور سبق نہ لیا تو وہاں بھی اندھے ہی رہو گے اور نورانی تجلیات سے محروم" "ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد"۔

چوتھی دلیل۔ عقلاء و حکماء کے نزدیک یہ بات مانی ہوئی ہے بلکہ بدیہی و ضروری ہے کہ ذات باری تعالیٰ کی کنہ کو پہنچنا اور اُس کو پہچاننا جو واجب الوجود و قدیم و ازلی و ابدی ہے انسان ضعیف البنیان ممکن الوجود و حادث کے لئے ناممکن ہے۔ اور معرفت باری من حیث الدین ضروری ہے بلکہ اول دین ہے اور تکلیف ما لا یطاق خدا کی طرف سے قبیح ہے اور عقلاً و نقلاً مذموم ہے۔ پس جب اس نے اپنی معرفت کو واجب کیا ہے تو اپنی معرفت کے اسباب و ذرائع بھی بہم پہنچا دیئے ہیں۔ اور وہ اول آثار وجودیہ و آیات ہیں ہر موجود و مخلوق واجب الوجود خالق کل کی ہستی اور اس کی وحدت کی نشانی ہے۔ ذرہ ذرہ اُس کی قدرت و حکمت و علم پر دال ہے۔ ہر موجود اُس کی صفات کا

مظہر ہے ؎

ہر گیاہے کہ از زمین روید
وحدہٗ لا شریک لہ گوید

اور جس پر اس کی قدرت شاہد اور فطرت اشیاء دال ہے اور اس کا فعل شاہد وہ ہی کلام سے بھی ثابت ہے اور یہی فرماتا ہے "سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم" ہمیشہ ہم اپنی آیات اطراف و آفاق عالم اور خود اُن کے نفسوں میں دکھاتے ہیں ۔ انسان موجودات عالم اور آثار قدرت الٰہی اور اُس کی مصنوعات لاانتہا ہی ہیں ۔ غور کرنے سے بہت کچھ معارف حاصل کر سکتا ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ ہر ایک جنس اپنی جنس سے زیادہ مانوس ہوتی ہے اور جو سبق اس کی صحبت اور اس کے مشاہدے سے حاصل کرتی ہے دوسری جنس سے نہیں کرتی ۔ کیونکہ غیریت ۔ نفرت اور دوری کا باعث ہوتی اور اجنبیت اس کو اس کے پورے مشاہدے اور معائنہ آثار سے بعید رکھتی ہے اور اسی اصل عقلی و فطری کے موافق انسان بھی اپنی ہی جنس سے زیادہ مانوس ہوتا ہے اور جو سبق کہ وہ اپنی جنس کے دیکھنے اور اس کے آثار و افعال و اعمال مشاہدہ کرنے اور اس کی صحبت سے حاصل کرتا ہے وہ غیر جنس سے نہیں کرتا پس ضروری و لازمی ہے کہ انسان کی اس تعلیم کی تکمیل کے لئے خود اس کے نفس سے مکمل و اکمل نمونہ صفات باری و آئینہ اوصاف خالق عالم و مبدء فیاض تیار رہے ۔ جو اطلاقاً خدا کا نمونہ کہلائے اور مظہر الٰہی قرار پائے ۔ اور اس کی معرفت کے لئے اس کی زمین میں اس کا جانشین ہو ۔ دوسرے بنی نوع انسان اپنی جنس کے مظہر صفات و نمونہ اوصاف الٰہی کو دیکھکر اپنے خالق و صانع کو پہچانیں ۔ اور اُس کے افعال و اعمال سے جو غالباً صراط مستقیم الٰہی میں ہوں

مشاہدۃً و مصاحبۃً راہ منزل مقصود پالیں ۔ فطرت عالم ایسے نمونہ خدا کے وجود کو ضرور مقتضی ہے اور نوع انسان اپنی جنس میں سے ہمیشہ ایک ایسا آئینہ خدائی چاہتی ہے اور عالم فطرت و خلقت میں ایسا ہی ہے بھی ۔ اور خالق عالم و فاطر ارض و سماء نے ایسا ہی کیا ہے اور نوع انسانی کی خلقت کی ابتداء اولاً ایسے ہی نمونہ صفات کاملہ و آئینہ اوصاف فاضلہ و اپنے مظہر اور اپنے جانشین سے کی ہے ۔ کما قال ۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ " میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں ۔ یہ جانشینِ خدا مظہر اوصاف خدا ہی ہے ۔ اور اس خلافت کے معنے توارث صفات ہی ہیں ۔ اور مظہر اول و اکمل و مرکز و معدن مظاہر عالم ۔ مثل اعلائے الہٰی حضرت خاتمؐ اس خلافت کی تفسیر یوں فرماتے ہیں ۔ " ان اللہ خلق ادم علیٰ صورتہ " ۔ بتحقیق کہ اللہ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر بنایا ہے اس صورت سے صورت و شکل ظاہری جسمانی مراد نہیں ہے کیونکہ خالق صفات مخلوق جسم و جسمانیات سے بری ہے بلکہ صورت سے مراد صورت صفاتی ہے ۔ اور مطلب یہ ہے " ان اللہ خلق ادم علےٰ صورتہ الصفاتیہ " ۔ اللہ نے آدم کو اپنی صورت صفاتی پر خلق کیا ہے اور اپنے اوصاف و کمالات کا نمونہ اور اپنے جمال کا آئینہ بنایا ہے ۔ پس عالم میں بحکم کتاب وجودی و قوی وجود ایسی ہی مظہر صفات و خلیفہ خدا کا ضروری و لازمی ہے اور یہ مظہر صفات نبی ہوتا ہے اور بعد نبی اس اسم کا مستحق اور عہدے کی لائق وہ ہو سکتا ہے جو نبی کا جانشین و خلیفہ اور صفات نبوی کا مظہر اور اوصاف نبوی کا آئینہ نفس رسول ہو ۔ جو اصل و نسل و حسب و نسب ۔ جلال و جمال و صفِ کمال میں بمنزلہ رسول ہو ۔ نور اس کا نور نبوی اور جسم اس کا جسم پیغمبری کمالات اس کے کمالات نبوی ہوں ۔ اور توارث صفات ذریت انبیاء ہی ہیں

رہا ہے۔" کما قال عزوجل ان اللہ اصطفٰے ادم ونوحا وال ابراھیم و ال عمران علی العالمین ذریۃ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم۔"

اللہ تعالےٰ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم وآل عمران کو جملہ عوالم پر برگزیدہ بنایا ہے۔ جوایک دوسرے کی ذریت اور سلسلہ بسلسلہ متصل ہیں۔ پس ضرور مظہر صفات الٰہی ونمونہ اوصاف خداوندی آئینہ جمال محمدی بعد حضرت خاتم النبیین وسید المرسلین ان کی اصل و نسل وحسب ونسب عترت وذریت ہی سے ہے اور عترت وذریت رسول بغیر اولاد علی وبتول اور کوئی نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ بعد پیغمبر یہ مظہر خدا وخلیفہ خدا وجانشین محمد مصطفےٰ ذریت رسول اولاد علی وبتول سے ہے۔ نبوت حضرت پر ختم ہے مگر ولایت وامامت باقی۔ پس وجود امام اس زمانے میں مسلم ہے اور وہ امام ذریت رسول ہی سے ہے اور یہی مقصود ہے۔ یہ چوتھی دلیل ہے وجود امام کی کہ مظہر صفات الٰہی ضرور موجود ہونا چاہیئے اور یہی حکم فطرت عالم وکلام خداوند عالم ہے جو بات قول خدا وفعل خدا سے ثابت اور خدا کا کلام اور کام اس پر شاہد۔ وہ کسی شبہ وہمی اور استبعاد عقلی سے باطل نہیں ہو سکتی جو اس وقت میں ایسے مظہر کا انکار کرتے ہیں انکو اول جملہ مظاہر صفات الٰہیہ۔ برگزیدہ انسانوں۔ انبیاء واوصیاء انبیاء کا بھی انکار کردینا چاہیئے اور شاید اپنے ادعائے باطل کے ثابت کرنے کے لئے ایسا بھی کردیں۔ لیکن پھر بھی مطلب بر نہ آئے گا۔

پانچویں دلیل۔ انسانی فطرت کا معائنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس امارہ انسانی انسان کو برائی کی طرف مائل اور برائی کا حکم کرتا ہے اور خواہشات نفسانیہ و دواعی نفس شرارت کی طرف کھینچتی ہیں اور من حیث الفطرۃ تمام انسان اس میں مساوی ہیں کوئی انسان اس سے خالی نہیں اور کسی کی بابت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اسکے تمام افعال واعمال خیر ہیں۔ اور یہ بھی ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بالفطرۃ مقتدا و پیشوا

چاہتا ہے اور اقتداء اس کی فطرۃ میں داخل ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ کوئی مذہب
کوئی ملت کوئی قوم اور کوئی فرد نوع انسانی اس سے خارج و خالی نہیں تمام ملل
و مذاہب و فرق و اقوام عالم ایک نہ ایک پیشوا رکھتی ہیں حتےٰ کہ وہ علماء و فلاسفر
جو کسی نبی یا پیغمبر یا امام کے قائل نہیں وہ بھی اقتداء و تقلید سے خالی نہیں ہیں
اپنے سے بڑے حکیم کی اقتداء کرتے ہیں - اور تمام اقوام اپنے اپنے خیال میں اپنے
پیشواؤں کو اپنے سے با ہمیشہ جدا و ممتاز سمجھتی ہیں - کہ انکے تمام اقوال و اعمال کو خیر اور
حسن جانتی ہیں - اور انکو خطا کار و گنہگار نہیں سمجھتی اپنے کو خاطی و گنہگار جانتی
ہیں - اور ان کو گناہوں کا بخشوانیوالا اور بدیوں کا دور کرنیوالا - گناہوں سے پاک اور
خطاؤں سے مبرا و منزہ جانتی ہیں - اس سے نتیجہ یہ ہی نکلتا ہے کہ وجود مقتدائے
معصوم کو فطرۃ انسان مقتضی ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے اور ایسا ہی ہے کیونکہ
جس طرح معرفت کے لئے نمونہ خدا کی ضرورت ہے اور جنس انسان میں سے ایک مظہر خدا کا
وجود ضروری ہے اسی طرح افعال میں اقتداء و پیروی کیلئے ایک ایسے شخص کا وجود لازمی ہے
جو عام افراد انسانی سے جدا اور ممتاز ہو اور اسکے تمام افعال و اعمال خیر ہی خیر اور حد
اعتدال و صراط مستقیم الٰہی پر ہوں اور ایسے شخص کو جسکے تمام افعال و اقوال خیر ہی ہوں
اور شر اس سے ظاہر نہو سکتا ہو اور خیر مطلق کا مظہر ہو اور اسکی نسبت شرارت و معصیت
کا خیال ہی نہو سکے اور غلطی و خطا کا احتمال ہی نہو اور ہمیشہ ایسا ہی ہو معصوم
کہتے ہیں - پس جب تک کہ انسان میں شرارت و نفس امارہ (ان النفس لامارۃ بالسوء)
موجود ہے دنیا میں وجود معصوم مطلق لازم و ضروری ہے اور عصمت مخصوص ہے نبی و وصی نبی
سے اور عصمت امت محمدی میں بغیر از عترت رسول اور کسی میں نہیں - وہ ہی معصوم
ہیں جو مظہر یطہر الٰہی ہیں اور اسی واسطے اہل اسلام میں سے جو عصمت کے قائل ہیں وہ
عصمت کو اسی خاندان سے مخصوص کرتے ہیں اور جو عصمت امام کے قائل ہیں سب ائمہ

اہلبیت ہی کو امام مانتے ہیں۔ پس وجود پیشوائے معصوم ہر زمانے میں ضروری ہے اور اسوقت امام معصوم موجود ہے اور وہ ذریت رسول ہی سے ہے اور سلسلہ اہلبیت و ذریت رسول میں امام معصوم غیر الحجۃ ابن الحسن العسکریؑ اور کوئی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ وہو المطلوب +

دوسری تقریب۔ ہم اس دلیل کو خاص اہل اسلام کے لئے دوسری صورت سے عنوان کرتے ہیں۔ مسلم ہے کہ جس وقت پیغمبر خاتم النبیینؐ نے انتقال فرمایا تین قسم کے لوگ موجود تھے۔ ایک کافرین و مشرکین ظاہر بظاہر و ظاہراً و باطناً منکرین و مخالفین اسلام و پیغمبر اسلام تھے خواہ یہود ہوں یا نصاریٰ و مشرکین اطلاقی یا اور کوئی فرقہ ضلالت کا ہو دوسرے سچے مومن و مسلمان جو ظاہراً و باطناً مطیع اسلام و پیغمبر اسلام تھے۔ اور تیسری قسم کے وہ لوگ تھے جو بظاہر اپنے کو مطیع اسلام و فرمانبردار پیغمبر کہتے تھے اور باطناً منکر اسلام و مخالف پیغمبر تھے۔ ایسے لوگوں کو منافق کہتے ہیں۔ ان تین قسم کے لوگوں کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ بلکہ تقسیم عقلی بھی اسی طرح ہے کیونکہ یا ایسے شخص ہونگے جو ظاہراً و باطناً کسی کے ماننے والے ہوں یا انکے مد مقابل اور ظاہراً و باطناً اسکے نہ ماننے والے یا بظاہر اقرار کرنیوالے اور باطناً منکر و مخالف انکو منافق کہتے ہیں اور وہ لوگ جو بظاہر مخالف ہوتے ہیں اور باطناً موافق وہ کبھی کسی مصلحت اور ضرورت سے ایسا کرتے ہیں اور کوئی خاص فرقہ نہیں ہے۔ ہر ایک مطیع کو بعض وقت ایسی ضرورت پڑ سکتی ہے وہ اور جماعتیں تین ہی ہیں۔ اور پیغمبر کے زمانے اور اسکے بعد دنیا میں تین قسم کے لوگ تھے اور وجود منافقین سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور قرآن شریف میں دو سو سے زائد آیات منافقین کے ذکر میں موجود ہیں اور ایک سورہ خاص منافقین ہی کے بارے میں ہے۔ "اذا جاءک المنافقون قالوا نشهد انک لرسول الله والله یعلم انک لرسوله والله یشهد ان المنافقین لکاذبون" جب منافق تیرے پاس

آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو رسول خدا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ تو ضرور رسول برحق ہے (لیکن) اللہ شہادت دیتا ہے کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ زبان سے رسول خدا کہتے ہیں اور دل میں (معاذ اللہ) کاذب جانتے ہیں۔ ور منکر پیغمبر ہیں۔ سورہ توبہ تمام منافقین ہی کی مذمت میں ہے۔ اور خود مدینہ میں منافقین موجود تھے اور رسول کے پاس و ہمراہ اور ہم صحبت رہتے تھے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے "وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ۔ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ الخ"

اور ان لوگوں میں سے جو اعراب میں سے تمہارے گرد و پیش ہیں بعض منافقین ہیں اور اہل مدینہ میں سے بعض سخت منافق ہیں۔ اور منافقیت پر اڑے ہوئے اور سرکش۔ غرض وجود منافقین مسلمات سے ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ گروہ اول یعنی کافرین و مشرکین مسلمانوں سے جُدا و ممتاز تھے۔ لیکن منافقین جدا نہ تھے۔ وہ مسلمانوں ہی میں ملے ہوئے تھے۔ اور ان کی کوئی خاص علامت نہ تھی۔ پیشانی پر لکھا ہوا تھا جو ہر کس و ناکس جاہل و عالم ان کو پہچان لے اور تمیز کر سکے کہ یہ مومن اور یہ منافق ہے۔ کافرین و مشرکین جو معلوم اور جُدا تھے۔ ان کی تو کوئی مسلمان مسلمان ہو کر اقتدا کر ہی نہیں سکتا۔ رہ گئے اہل اسلام۔ ان میں مومنین و منافقین شامل و مشترک ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ بعد وفات پیغمبر وہ دُنیا سے معدوم نہیں ہو گئے۔ آسمان پر چلے گئے نہ زمین میں دھس گئے۔ نہ دریا میں غرق ہوئے۔ اور نہ بعد پیغمبر اپنا کفر و نفاق ظاہر کر کے ظاہر بظاہر سب کے سب مرتد ہو کر اسلام سے کلیتہً علیحدہ ہو گئے۔ ضرور موجود تھے۔ اور ضرور انہی مسلمانوں میں موجود تھے بلکہ قرآن شاہد ہے کہ عمداً وہ تخریب اسلام کے لئے لباس اسلامی میں داخل ہوئے تھے۔ اور اکثر یہودیوں نے ایسا کیا تھا۔ اور اسی تدبیر سے وہ اسلام کو ضعف پہنچا سکے ۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل اسلام بعد پیغمبر کس کی اقتداء کریں اور کس کے قدم بقدم چلیں

اور خدا اسکے رسولؐ نے ان کی بابت کیا حکم دیا ہے اور کیا دستور العمل مقرر کیا گیا ہے۔
اگر یہ کہا جائے کہ جس مسلمان کی بھی یا جس صحابی کی بھی اقتداء کر لیں نجات یافتہ ہیں
تو یہ اغراء بالشر کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔ اور حق مشتبہ رہ جاتا ہے اور یقینی برائت
ذمہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے کہ وہ مقتداء اور پیشوا منافق ہو۔ اور اس لئے ایسی
صورت میں یقینی نجات و فلاح و برایت ذمہ حاصل نہیں ہو سکتی اور خدا فرماتا ہے
"لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ جس بات کا یقین نہ ہو جائے اُس کی پیروی نہ کرو
البتہ اس سے ظن حاصل ہو سکتا ہے اور (ظنوا بالمومنین خیراً) کے حکم سے یہ گمان
ہو سکتا ہے کہ غالباً یہ حق پر ہو۔ اور منافق نہ ہو۔ لیکن "ان الظن لا یغنی من
الحق شیئاً" ظن بالکل مفید حق نہیں اور اس سے ہرگز حقیت ثابت نہیں
ہو سکتی۔ پس ضروری و لازمی ہے کہ اہل اسلام میں کچھ نفوس ایسے ہوں جن کی بابت
منافقیت کا شبہ ہی نہ ہو سکے۔ اور خطا اور غلطی کا احتمال ہی نہ ہو اور یقینی اور قطعی طور
پر معلوم ہو کہ وہ برحق و مومن صادق ہے اور ایسا شخص وہ ہی ہو سکتا ہے جو یقینی
طور پر معصوم ہو اور عصمت اس کی ثابت اور معلوم و معروف تا کہ اُس کی اقتداء یقینی
برائیت ذمہ اور صلاح و فلاح کا باعث ہو۔ اور احتمال و شک و شبہ باقی نہ رہے۔
پس وجود معصوم ضروریات دین و ضروریات فطریہ سے ہے۔ بلا وجود معصوم نجات نا ممکن
ہے۔ اور یقین فلاح و صلاح محال ہے۔ پس جب اسلام میں منافقین کا وجود ہے
تو معصومین کا وجود بھی لازم ہے ورنہ خدا اور رسول دونوں پر الزام آتا ہے جیسا کہ پوشیدہ
نہیں ہے۔ بلکہ نہ صرف وجود معصوم ضروری ہے بلکہ نص بر وجود معصوم بھی ضروری ہے
کیونکہ جس طرح منافقیت کا کوئی خاص نشان نہیں ہے اور پیشانی پر ٹھپہ نہیں ہوتا اسی طرح
معصومیت کے لئے بھی کوئی علامت معین نہیں ہے بلکہ عصمت ایک صفت باطنی
ہے اور صفات و آثار و افعال و اعمال سے پہچاننا ہر شخص کا کام نہیں

شناخت کے لئے ایک مدت چاہئے۔ کہ "خبث نفس نگردد بسالہا معلوم"۔ اگر کوئی منافق
وخبیث النفس ہے تو مدت تک اس کا معلوم کرنا مشکل ہے اور باطن کا حال خدا جانتا
ہے اور وہ ہر ایک مومن ومنافق کو پہچانتا ہے۔ پس چاہئے کہ نہ ہی اس کی تصریح کرے
اور اس کو منصوص فرمائے۔ اور اسکو متعین کر دے اور اس کا رسول اسکو پہچنوا
دے۔ اور مسلم ہے کہ معصوم رسول ہے اور اس کے بعد اہل اسلام میں اگر عصمت
ہے تو عترت و ذریت رسول میں ہے اور الحاق ذریت رسول با رسول۔
بنص آیہ قرآن مسلم ہے۔ "کما قال عزوجل والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم
بایمان الحقنا بھم ذریتھم وما التنٰھم من عملھم من شیٔ الخ" اور جو مومن
ہیں اور اُن کی ذریت نے ایمان کے ساتھ ان کا اتباع کیا ہے ہم نے اُن کے ساتھ انکی
ذریت کو ملحق کر دیا اور ان کے عملوں میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا۔ رسول کا افضل
المومنین واول المومنین بلکہ عین ایمان وحقیقت ایمان ہونا مسلم اور ذریت پیغمبرؐ
نے بھی ضرور ایمان میں اتباع پیغمبرؐ کیا پس الحاق ذریت پیغمبرؐ با پیغمبرؐ مسلم و محقق۔ جو
ذریت رسول کے ساتھ اور اس کا متبع ہوا وہ بھی بذریعہ ذریت رسول ملحق برسول
ہو گا۔ اور جب ملحق برسول ہو گیا نجات پا گیا۔ رسول کا بنص آیہ معصوم و مطہر
مطلق ہونا اور عترت رسول اہلبیت نبوت و رسالت کا داخل تطہیر ہونا مسلم و محقق
و مبرہن۔ لہذا عصمت مطلقہ رسول و ذریت رسول سے خارج نہیں ہے۔ اور
ذریت رسول تطہیر میں شریک رسول ہے اور بعد پیغمبرؐ ذریت رسول معصوم منصوص
ہے۔ پس وجود امامؑ معصوم از ذریت رسول بضرورت فطرت عالم و بحکم فعل و
قول خداوند عالم ضروری و مسلم ہے۔ اور منکر وجود منکر و مکذب آیات کتاب وجودی و
کتاب قولی خلاق عالم۔ "وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون" یہ
پانچویں دلیل ہے وجود امام پر۔ اور یہ دلیل اگرچہ قریب و مشابہ ہے دلیل

اصل سے لیکن در اصل دونوں ایک نہیں ہیں۔ صورت استدلال بغور ملاحظہ ہو تفصیل کے ساتھ عصمت انبیاء و آئمہ پر کسی اور موقع پر بحث کی جائیگی۔ اثبات وجود معصوم کے لئے اسی قدر کافی ہے۔ ماحصل یہ کہ صدق و کذب حق باطل کی تحقیق و تصدیق و تمیز وجود معصوم پر موقوف ہے اور بلا اس کی تمیز حق باطل محال۔ حق ہمیشہ مشتبہ رہیگا۔ پس وجود امام معصوم ہر زمانے میں ضروری و لازمی ہے“۔ و سنقرئك فلا تنسیٰ ،، +

چھٹی دلیل ۔ وجود مضل مطلق یعنی ابلیس لعین رجیم مسلم اہل ملل و مذاہب ہے اور کلام خدا اس پر ناطق ”قال ھذا من عمل الشیطان انہ عدو مضل مبین“ کہا یہ شیطانی کام ہے کیونکہ وہ دشمن اور کھلا کھلا مضل (گمراہ کرنیوالا) ہے۔ (قصص ع ۲) اور قول شیطان یہ ہے ”ولاغوینہم اجمعین الا عبادك منہم المخلصین“۔ سوائے تیرے مخلص بندوں کے میں سب کو بہکاؤنگا۔ اور صفت اس کی یہ ہے کہ دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے اور وسواس خناس اس کا نام ہے وہ انسانی رگ و پے میں خون کی طرح دوڑ جاتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ خالق شیطان بھی خدا ہے اور اُس نے اس کو مہلت بھی دے رکھی ہے۔ پس ضروری ہوا کہ اسی مضل مطلق کے مقابل ہمیشہ ایک ہادی مطلق موجود رہے جو علاوہ تصرف ظاہری و ہدایت خلق باطنا بھی مضل سے کہیں طاقتور ہو اور اس سے زیادہ متصرف ہو جو جملہ وساوس شیطانی کو دور کرکے مومنین کے دلوں میں نور ایمان بڑھاتا رہے۔ اگر شیطان کے ہوتے ہوئے اس کے مد مقابل وجود ہادی تسلیم نہ کیا جائے تو انسان شرارت پر مجبور سمجھا جائیگا اور خدا کا شیطان کو موجود رکھنا اور مہلت دینا اغراء بالشر ہوگا۔ وقال سبحانہ تعالیٰ انما انت منذر ولکل قوم ھاد“۔ اے پیغمبر سوائے اس کے نہیں ہے کہ تو پیغمبر

بشیر و نذیر ہے اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے۔ وجود ہادی از ضروریات فطریہ عالم ہے اور ہادی بعد پیغمبرؐ امام معصوم ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ مثل عامۂ ناس ہو اور خارج از عصمت تو ہادی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ خود اس وقت میں محتاج ہادی ہو گا۔ اور جو محتاج ہادی ہو وہ ہادی نہیں ہے۔ کما قال عزوجل۔ افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدیٰ فما لکم کیف تحکمون۔ کیا وہ شخص احق و سزاوار اتباع و اقتداء ہے جو ہدایت الی الحق کرتا ہے یا وہ جو ہدایت نہیں پاتا جب تک کہ اُس کو ہدایت نہ کی جائے۔ یعنی اپنی ہدایت میں محتاج ہادی ہے۔ پس تمہیں کیا ہو گیا کہ تم ایسا حکم کرتے ہو۔ پس ہادی وہ ہی ہو سکتا ہے جو بالفطرۃ ہدایت یافتہ ہو اور وہ محتاج ہادی خارجی نہ ہو۔ یعنی ہادی مہدیؑ ہی ہو سکتا ہے۔ اور ہدایت فطری نبی کیواسطے ہے جو مؤید بروح قدس ہوتے ہیں۔ ایدناھم بروح القدس "اور ہم نے انکی روح قدس سے تائید کی ہے اور شکم مادر سے عالم بلکہ عالیم پیدا ہوتے ہیں اور علم انکا بوحی و الہام الٰہی موہبتی ولدنی ہوتا ہے" وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نھدی بہ من نشاء من عبادنا وانک لتھدی الی صراط مستقیم۔ "اور اسی طرح سے ہم نے تیری طرف اپنے عالم امر سے ایک روح بھیجی ہے تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا۔ لیکن ہم نے اس روح کو نور بنایا ہے اور اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں۔ جسکو یہ روح نورانی عطا کر دیتے ہیں وہ ہدایت یافتہ ہو جاتا ہے اور وہ لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ جبتک کسی میں یہ روح موجود نہ ہو وہ بالفطرۃ ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتا۔ ہدایت یافتہ وہ ہی ہے جو دارائے روح نورانی ہو وحی والہام اور بحکم خدا و بامر الٰہی ہدایت کرتے ہیں اور ان صفات سے متصف انبیاءؑ و ائمہؑ ہی ہیں۔ "وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام

الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وکانوا لنا عابدین" بالفاظ دیگر یہ وہ بندگان مخصوصین و مخلصین ہیں جنکو شیطان نے اغواء سے مستثنیٰ کیا ہے۔ اور انکو وہ کسی طرح نہیں بہکا سکتا" الا عبادک منہم المخلصین" پس وجود ہادی مطلق وصاحب علم لدنی وموہبتی وہدایت فطری وعصمت مطلقہ ضروری ہے اور وجود مضل بالفطرت وجود ہادی کو مقتضی اور کبھی زمانہ اس سے خالی نہیں ہو سکتا اور یہ صفات بعد پیغمبر بغیر از ذریت نبی یا اولاد فاطمہؑ وعلیؑ اور کسی میں ثابت نہیں ہو سکتیں۔ اور اولاد علیؑ میں اب سوائے حضرت ابن الحسن العسکری اور کوئی ہادی ومہدی نہیں پس وجود امام ہادی مہدی مسلّم و محقق ہے اور انکار انکار وتکذیب قرآنی۔ وہو المطلوب۔

ساتویں دلیل۔ تجربہ شاہد ومشاہدہ دال اور فطرت انسانی ناطق ہے کہ علم اور کتاب کے پڑھنے اور سیکھنے کے لئے معلم اور مبیّن کی ضرورت ہوتی ہے کوئی علم کسی کتاب سے خود بخود نہیں آجاتا۔ کیونکہ کتاب خود ناطق نہیں ہے۔ وہ کچھ نقوش یا خطوط یا اصوات والفاظ ہیں۔ یہ ہمیشہ اور ہر وقت مشاہدے اور تجربے میں ہے اور کلام خدا بھی ظاہر کرتا ہے کہ کتاب کے لئے ایک مبیّن کتاب کی ضرورت ہے اور خدا نے اپنی مکمل کتاب اور آخری کتاب کے ساتھ مبیّن کتاب بھی بھیجا ہے فقال "وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لہم الذی اختلفوا فیہ وہدی ورحمۃ لقوم یومنون" (نحل ع ۸) اور نہیں نازل کیا ہم نے تجھ پہ کتاب کو مگر اس لئے کہ پیغمبر تو بیان کرے ان سے وہ چیزیں جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں۔ درانحالیکہ یہ کتاب رفع اختلاف اہل ایمان کے لئے رحمت وہدایت ہے۔ اسی آیت سے ثابت ہے کہ پیغمبر مبیّن کتاب ہے اور یہ کہ یہ بیان یا کتاب موجب رفع اختلاف ہے اور رفع اختلاف میں رحمت وہدایت۔ پیغمبر رفع اختلاف کے لئے آیا ہے۔ اور قرآن اختلاف مٹانے کے لئے اترا ہے۔ ایک اور آیت میں خدا فرماتا ہے۔ "وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس

مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ" (نحل ع ۶) اور ہم نے تیری طرف ذکر نازل کیا ہے تاکہ تو بیان کردے لوگوں سے۔ جو کچھ کہ انکے لئے نازل کیا گیا ہے اور ممکن ہے کہ وہ تفکر کریں۔ کتاب کے لئے مبیّن ضروری ولازمی ہے اور تعلیم قرآن کے بعد مبیّن قرآن پیدا کیا گیا ہے "الرحمٰن علّم القرآن خلق الانسان علّمہ البیان" رحمٰن نے قرآن پڑھایا ایک انسان کو خلق کیا اور اسکو بیان سکھایا۔ اگر ہدایت اور تعلیم کے لئے محض کتاب کافی ہوتی تو انبیاءؑ کے بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔ پس اصل ہادی و معلم نبی ہے۔ کتاب قانون الٰہی ہے جس کو بیان کرنیوالا پیغمبرؐ ہوتا ہے یا یوں کہئے کہ لوگوں کے لئے پیغمبرؐ آتا ہے اور کتاب پیغمبرؐ کے لئے اُترتی ہے نہ کہ لوگوں کے لئے۔ لوگ صاحب کتاب و شریعت نہیں ہیں۔ پیغمبرؐ صاحب کتاب و صاحب شریعت ہے۔ اگر کہا جائے کہ کتاب لوگوں کے لئے اُترتی ہے غلط و باطل ہے اگر ایسا ہو تو پھر سارے انسان نبی ہوں۔ اگر ایسا ہو تو سب عالم کتاب ہوں۔ اگر ایسا ہو تو اصل منزل کتاب وہ ہی ہوں نہ انبیاءؑ۔ پس صاحب کتاب پیغمبرؐ ہی ہے۔ کتاب اسی پر اور اسی کے لئے نازل ہوئی ہے۔ لوگوں سے وہ بیان کرتا ہے لوگونکو وہ تعلیم دیتا ہے۔ کتاب کسی کو عالم نہیں بنا سکتی اور احکام تعلیم نہیں دے سکتی اور عمل نہیں کرا سکتی۔ خود ہدایت نہیں کر سکتی۔ غرض مبیّن کتاب کتاب کے ساتھ ہے۔ اور اس سے جُدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح سے بعد پیغمبرؐ بھی ایک مبیّن کتاب کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ کیونکہ جو ضرورت اُس وقت تھی اب بھی ہے۔ اب صرف دیکھنا یہ ہے کہ مبیّن کتاب کون اور کس صفت کا انسان ہو سکتا ہے۔ عام علماء اسلام یا خاص گروہ۔ صورت اول بالکل باطل ہے اور مشاہدہ صاف دلالت کرتا ہے کہ علماء مبیّن کتاب نہیں ہیں۔ کیونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ کتاب اختلاف مٹانے کے لئے اُتری ہے۔ پیغمبرؐ اختلاف اُٹھانے کے لئے آیا ہے۔ اور اختلاف کا مٹنا ہی ہدایت و رحمت ہے اور پیغمبرؐ اسی کتاب (قرآن) سے ہر ایک اختلاف کو رفع فرماتے تھے اور اسی وجہ سے اُنکے زمانے میں اہل اسلام میں اختلاف نہ تھا۔

لیکن تفسیر بیان علماء اور ان کی تعلیم اس کے بالکل برعکس ہے۔ علماء کی تفاسیر ہر روز نت نئے اختلاف پیدا کرتی ہیں۔ علماء نئے نئے مذاہب ایجاد کرتے ہیں اور مدرک قرآن ہی قرار دیتے ہیں علماء کے اقوال ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اس کا بدیہی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یا تو علماء حقائق و معارف قرآن کے عالم اور اس کے حقیقی معلم و مفسر و مبین نہیں ہیں یا یہ کہ قرآن خود منبع اختلاف ہے۔ اور احکام متبائنہ متضادہ متناقضہ کا مجموعہ ہے۔ مگر اس کو کوئی مسلمان تسلیم نہ کریگا۔ کیونکہ یہ عقلاً و نقلاً باطل اور صریح آیات قرآن کے خلاف ہے۔ اگر قرآن میں اختلاف ہو تو وہ کتاب خدا نہ ہوگی۔ "لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً" کیا قرآن میں تدبر نہیں کرتے۔ اگر یہ منزل من اللہ اور خدا کا سچا کلام نہ ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے۔ مگر چونکہ خدا کا کلام ہے اور خدا کے کلام میں اختلاف نہیں ہوتا۔ اس لئے اس میں بالکل خلاف نہیں ہے۔ حقائق و معارف قرآنی ایک ہیں۔ تعلیم قرآن ایک ہے۔ صراط قرآنی ایک ہے۔ احکام قرآنی ایک ہیں۔ پھر اختلاف کیسا؟ اختلاف کہاں سے آیا؟ یہ علماء کی نافہمی کا نتیجہ ہے۔ وہ حقائق قرآنی کے عالم نہیں ہیں۔ اگر وہ عالم حقیقت قرآن ہوتے ہرگز اختلاف نہ ہوتا۔ ہرگز ایک کا قول دوسرے کی ضد و نقیض نہ ہوتا۔ کبھی ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق نہ کرتا۔ اور بڑے بڑے عالم اور ائمۂ علوم اس اختلاف میں مبتلا نظر نہ آتے۔ تمام مسلمان ایک ہوتے۔ ستر۔ بہتر۔ بلکہ ستر ہزار۔ بلکہ ستر لاکھ فرقے پیدا نہ ہوتے۔ ایک خدا۔ ایک رسول اور ایک کتاب۔ توحید۔ نبوت اور معاد کے قائل مسلمان اس طرح تتر بتر نہ ہوتے قرآن یوں پارہ پارہ نہ ہوتا۔ اسلامی جماعت اس طرح پریشان نہ ہوتی۔ یہ سب نتیجہ ہے علماء کے حقیقی عالم قرآن نہ ہونے اور دعوے کرنے۔ اور سچے اور برحق عالمان قرآن و مفسرین کتاب و مبینین کلام اللہ کو ترک کردینے کا۔ "وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر" اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ کتاب جس کا دعوے "تبیان لکل شیء" ہو جسکا اعلان "لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین" ہو۔ جس کا ادعا "ما فرطنا فی الکتب من شیء" ہو۔ جس کی تحدی "فأتوا

بسورۃ من مثلہ" ہو۔ جس کی صفت "ولوان قرآنا سیرت بہ الجبال او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتیٰ بل للہ الامر جمیعا" (اگر کوئی قرآن ہے کہ پہاڑ اس سے چل نکلیں زمین قطع ہو جائے۔ مردے بول اٹھیں۔ بلکہ ہر ایک امر انجام پا جائے۔ (تو وہ یہی قرآن ہے) اور جو عالم قرآن تھے ایسا ہی کرتے تھے۔ ملاحظہ ہوں حالات پیغمبرؐ اور اوصیاء پیغمبرؐ اور ان کے معجزات وکرامات وتصرفات۔ یہ سب اسی قرآن سے تھا۔ یہ سب اسی کی برکت تھی۔ یہ علم قرآن ہی کا فیض تھا۔ شق القمر اس کا ایک کرشمہ اور تکلم نخل اس کا ادنے معجزہ۔ اگر ہم عالم قرآن ہوتے۔ اگر اس کی حقیقت ہمارے وجود میں ہوتی۔ ایک آیت سے پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دیتے۔ سمندروں کو منجمد اور دریاؤں کو ساکن کر دیتے۔ ہم مُردوں کو جلاتے اور اپنی قوم کو زندہ کر کے آسمانِ ترقی پر پہنچاتے +

قرآن معجزہ ہے۔ حقیقت معجزہ کو معجز نما ہی جانتا ہے۔ اور جس میں یہ حقیقت ہو وہ صاحب اعجاز ہے۔ توریت بصورت اعجاز نہ اُتری تھی۔ اس سے تحدی نہ کی گئی تھی۔ مگر اس میں ہدایت ونور تھا۔ اس لئے اس سے حکم کرنے والے اور احکام نکالنے والے عوام نہ تھے۔ انبیاءؑ واوصیاء انبیاءؑ علماء ربانی تھے۔ قرآن جو بصورت اعجاز نازل ہوا ہے اس سے ہر کس وناکس یا ہر عربی دان کیونکر اس کی حقیقت پر احاطہ رکھ سکتا ہے۔ ہرگز علماء مبین قرآن وحقیقی معلم قرآن نہیں بلکہ ضرور بعد پیغمبرؐ مبین کتاب ومعلم قرآن ایک خاص جماعت ہے۔ اور وجود مبین کتاب ومعلم قرآن ہر ایک زمانے میں ضروری ہے۔ وہوالمطلوب +

حقیقت قرآن الفاظ واصوات یا خطوط ونقوش یا تصورات ذہنیہ نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت علمیہ نورانیہ ہے جو وجود محمدی میں ہے "وھی متحد اتحاداً خلقاً وباطناً بحقیقتہ المحمدیہ" کما دل علیہ الآیات "انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون" بتحقیق کہ یہ قرآن کریم ہے کتاب مکنون میں۔ قرآن صورت مفروضہ ہے۔ جو زبان حق ترجمان محمدی سے نکلی اور کتاب حقیقت قرآن۔ حقائق علمیہ نوریہ متحد بروح محمدی ہے۔ اور اس اعتبار سے کتاب وقرآن دو چیزیں ہیں صورت

صورۃ ظاہری کا نام قرآن ہے۔ اور حقیقت باطنی قرآن کتاب۔ اور قرآن کتاب وجودی میں ہے
اور وہ حقیقت نبوی ہے کتاب مجمع و معدن حقائق ہے اور قرآن اس کی تشریح و تفصیل ہے ماکان
هٰذا القرآن ان یفتریٰ من دون الله لکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل الکتٰب
لاریب فیه " یہ قرآن ایسا نہیں ہے جو غیر کی طرف سے افترا کیا گیا ہو لیکن مصدق ہے اپنے
سے پہلی کتب کا اور تفصیل ہے کتاب لاریب فیہ کی۔ پس کتاب لاریب فیہ حقیقت نوریہ علمیہ متحد
بحقیقت نبویہ ہے۔ پس حقیقت قرآن کا عالم اور اس پر محیط و مطلع وہی ہو سکتا ہے جسکی حقیقت
عین یا جزو حقیقت محمدی ہو۔ اور ظاہراً و باطناً نفس رسول ہو۔ دونوں ایک نور کے دو ٹکڑے
اور ایک اصل کے دو تنے۔ ایک شاخ کے دو پھل۔ ایک صدف کے دو موتی۔ ایک کان کے دو پاکیزہ
گوہر۔ ایک آسمان علم و حکمت کے دو آفتاب ہوں۔ ایک مصحف کے دو سورے اور ایک سورت
کے دو آیے اور ایک آیت کے دو مصداق و مفہوم ہوں۔ بعد پیغمبر عالم حقیقت قرآن وہ ہو
سکتا ہے جو خلقاً و خلقاً و منطقاً متصف باوصاف محمدی اور آئینہ جمال نبوی ہو۔ نبی کا ہو بہو
عکس اس میں نظر آئے۔ یہ صفات غیر از ذریت و عترت رسول اور کسی میں نہیں پائی جاتیں حقیقت
قرآن۔ حقیقت نورانیہ محمدیہ ہے اور اسکو سوائے مطہرین کوئی مس کر ہی نہیں سکتا۔ " لا یمسه
الا المطهرون " اور مطہر بعد پیغمبر ذریت پیغمبر ہے " یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل
البیت ویطهرکم تطهیرا " +

چنانچہ امام ابو عیسیٰ الترمذی۔ ابن جریر۔ ابن المنذر۔ حاکم۔ ابن مردویہ۔ اور بیہقی نے
جناب ام سلمہؓ سے اور امام مسلم۔ امام احمد۔ ابن ابی شیبہ۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم اور حاکم نے
حضرت ام المومنین عائشہؓ سے اور ابن ابی شیبہ۔ ابن جریر۔ ابن المنذر۔ طبرانی۔ ابن ابی حاتم
حاکم اور بیہقی نے واثلہ بن الاسقع سے اور ابن ابی شیبہ و احمد و ترمذی و ابن جریر و ابن المنذر
طبرانی۔ حاکم اور ابن مردویہ نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ آیت تطہیر میں صرف محمدؐ۔ علیؑ و فاطمہؑ
و حسنینؑ داخل ہیں۔ اور انہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور بعد ازاں انکی اولاد و اہلبیت نبوت

وارث رسالت ملاحظہ ہوں - ترمذی - مسلم - مسند احمد بن حنبل و دمشقہ الصادی وغیرہا ÷

پس لابد بعد پیغمبر حامل حقیقت قرآن ذریت پیغمبر ہے - اور وہی مبیّن قرآن ہیں اور وہ ہی وہ نفوس قدسیہ جن کے سینوں میں قرآن موجود ہے جس طرح وجود محمدی میں تھا " بل ھو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم وما یجحد بآیاتنا الا الظلمون " بلکہ قرآن آیات بینات ہے سینوں میں ان لوگوں کے جن کو علم دیدیا گیا ہے اور نہیں انکار کرتے ہماری آیات کا مگر ظالمین - یہی وہ نفوس طاہرہ و مطہرہ و جزو محمدی و نور نبوی ہیں جو قبل نزول ظاہری و اجراء احکام قرآنی عالم کتاب اللہ تھے - اس پر پہلے سے ایمان رکھتے تھے - اور قبل اس کے مسلمان تھے " والذین اتینٰھم الکتاب من قبلہ ھم بہ یومنون واذا یتلیٰ علیھم قالوا اٰمنا بہ انہ الحق من ربنا انا کنا من قبلہ مسلمین الخ " اور وہ لوگ جن کو ہم نے پہلے ہی سے حقیقت کتاب عطا کردی ہے وہ سب اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جب ان پر اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں - یہ ہمارے پروردگار کی طرف سے سچی کتاب ہے اور ہم اس سے پہلے ہی سے اسلام لائے ہوئے ہیں - یہی وہ عترت طاہرہ ہے جسکو رسولخدا نے ثانی کتاب ثانی ثقلین قرار دیا ہے - اور ان کو متحد فرمایا ہے " انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی ...... لن یفترقا حتیٰ یردا علی الحوض " (اس بحث کی پوری تفصیل اگر دیکھنی ہو تو البرہان جلد چار میں دیکھو نیز اسکو ہماری کتاب خلافت الٰہیہ میں ملاحظہ کرو - جو زیر طبع ہے) ÷

بہر حال وجود مبیّن قرآن و معلم کتاب ہر زمانے میں ضروری ہے اور وہ ذریت و عترت رسول و اہلبیت نبوت و رسالت و خاندان عصمت و طہارت سے ہے اور وہی امام خلق ہے ضرورت فطریہ اس پر شاہد اور قرآن اس پر ناطق ہے - یہ ساتویں دلیل ہے کہ زمانے میں امام خلق معلم کتاب مبیّن قرآن و نفس رسول موجود ہے ÷

فہرست کتب موجودہ دفتر البرہان

نوٹ :- محصول ڈاک بذمہ خریدار ہے۔ آٹھ آنے سے کم کتابیں بذریعہ وی۔ پی روانہ نہ ہونگی
س سے کم مقدار کے لئے ٹکٹ آنے چاہئیں +

ترجمہ الشہادتین - یعنے جناب مولانا مولوی عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کی بینظیر تصنیف سر الشہادتین
ا عام فہم و سلیس اُردو ترجمہ مع اصل کتاب مترجمہ جناب خواجہ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی۔
مع زیادتی فہرست ابواب و تذکرہ مصنف قابل دید رسالہ ہے ذاکرین و عاشقان حسینؑ ضرور اور جلد
طلب فرمائیں یہ رسالہ بطور سند ہر شخص کے پاس رہنا چاہئے۔ قیمت صرف ۳ ر +

ج عظیم - جناب چودھری جعفر حسین صاحب بی۔ اے مرحوم کا بے بہا رسالہ جو اپنے طرز جدید
ند خوش اسلوبی کے ساتھ مختصراً جمیع حالات کربلا کو شامل ہے اور مرحوم کی یادگار میں دفتر البرہان
نے شائع کیا ہے۔ اکثر نسخے بطور وقف تقسیم کئے گئے صرف تھوڑی سی جلدیں بغرض فروخت
بھی گئی ہیں۔ شائقین بہت جلد طلب فرمائیں۔ قیمت صرف ۳ ر +

ور العین فی جواز البکا علی الحسین - جناب زبدۃ العارفین مولانا مولوی سید محسن علیشاہ
صاحب کی بے نظیر تصنیف - قیمت ۵ ر +

رسالہ تقلید - برادران ایمانی پر مخفی نہیں کہ ہر اُس شخص کو جو مجتہد نہ ہو اور قرآن و حدیث سے
حکام خود نہ نکال سکتا ہو۔ مسائل جزئیہ فرعیہ کو ایسے مجتہد جامع الشرائط سے بغرض عمل دریافت
یاد کرنا ضروری و واجب ہے جو تمام عالم میں اعلم ہو اُسی کو تقلید کہتے ہیں چونکہ ہمیں بعض عدول
ں خبرت کی شہادت سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ بعد حضرت حجۃ الاسلام اخوند مُلا غلام محمد کاظم
خراسانی مرحوم قدس سرہٗ اس وقت اعلم جنکی تقلید واجب ہے۔ جناب حجۃ الاسلام آقائے
جی سید مصطفےٰ مجتہد نجفی کاشانی مدظلہ العالی ہیں۔ اس لئے بغرض عام افادہ برادران
ی بنا ایک دینی فرض سمجھ کر جناب موصوف کا رسالہ تقلید یہ جو فارسی زبان میں بطور سوال

وجواب شائع ہؤا ہے خود آنجناب کا دستخطی و تصحیح شدہ حاصل کر کے نہایت سلیس و عام فہم اُردو میں ترجمہ کرا کر چھاپ دیا ہے تاکہ ہر ایک شخص ان جواہر بے بہا سے مستفیض و مستفید ہوسکے۔ مسائل تطہیر نجاسات سے لیکر معاملات خرید و فروخت تک جملہ احکام ضروریہ جن کی ہر شخص کو شب و روز ضرورت پڑتی ہے۔ اس میں موجود ہیں۔ قیمت ۴ر محصول بذمہ خریدار +

البدر التمام۔ اُردو ترجمہ الہیئۃ فی الاسلام۔ یہ کتاب اپنی وضع میں بالکل نئی ہے۔ اس میں ثابت کیا ہے کہ علم ہیئت جدید جو زمانہ موجودہ کی تحقیقات کا مایۂ ناز ہے۔ وہ پیغمبرِ خدا اور ان کے اصحابؓ و اوصیاء کرام اب سے تیرہ سو برس قبل نہایت توضیح کے ساتھ بیان فرما چکے ہیں۔ جبکہ نہ علوم کی ترقی تھی اور نہ آلاتِ تحقیق ایجاد ہوئے تھے۔ قیمت عہ مجلد ۱۲ر +

تحفۃ الاتقیاء۔ اُردو ترجمہ تنزیۃ الانبیاء یہ کتاب تخطیۃ الانبیاء کا جواب ہے جس کے مصنف نے حضرت آدمؑ تا حضرت خاتمؐ اکثر انبیاء پر الزام لگانے میں دریغ نہیں کیا۔ اس کتاب کے مصنف نے عصمتِ انبیاء پر براہین عقلیہ قائم کر کے ہر شبہ کا جواب خوبی سے دیا ہے قیمت عہ مجلد ۱۲ر +

سحر مبین فی اوصاف المعصومینؑ یعنی چہاردہ معصومینؑ کے سچے اور صحیح خصائل و مناقب میں ایک نادر اور جدید مجموعۂ نظم نہایت خوشخط و خوشنما رنگین و سنہری ٹائٹل پیج۔ قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر +

اخلاق المعصومینؑ۔ از حضرت خاتم النبیینؐ تا حضرت خاتم الوصیینؑ چہاردہ معصومینؑ کے مکارم اخلاق کا نمونہ۔ اردو زبان میں ایسا مجموعہ موجود نہیں۔ قیمت ۴ر +

طریقۃ الصلوٰۃ۔ جس میں جملہ واجب اور بعض سنتی نمازوں کے طریق اور احکام کو اس طرح بیان کیا ہے کہ معمولی لیاقت کا آدمی بھی آسانی سے سیکھ سکتا ہے۔ قیمت ۲ر +

الدرر الفرائد فی احسن العقائد۔ بچوں کی تعلیم کے لئے ایک نادر اعتقادیہ رسالہ قیمت ۱۰ر +

صحیفۂ رضویہ مع اردو ترجمہ۔ جو خلیفہ مامون رشید کی خواہش کے موافق حضرت امام رضاؑ نے تحریر فرمایا تھا جس میں جملہ اصول عقائد کو نہایت مختصر بیان فرمایا ہے قیمت ۱۰ر +

مینجر البرہان بازار حکیمان لاہور سے طلب کرو